اُردُو خلاصۂ

سِیرُالمتاخرین

معہ حالاتِ مصنّف

از بابر تا آخیر محمد جہانگیر

ملخصہ

جناب مولوی خدابخش صاحب منشی فاضل - او - ٹی

شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی

کشمیری بازار لاہور

نے فروری سنہ ۲۷ء میں

اتحاد پریس لاہور میں باہتمام خود چھپوا کر شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ نسب ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ

صاحبقران امیر تیمور گورگان

جلال الدین میران شاہ میرزا (۱)

سلطان محمد میرزا (۲)

سلطان ابو سعید میرزا (۳)

سلطان عمر شیخ میرزا (۴)

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ

مختصر حال امیر تیمور گورگان

صاحبقران امیر تیمور گورگان جبکہ سن تمیز کو پہنچا تو آثار حکومت چہرے سے عیاں تھے اور جملہ حرکات وسکنات سے شان امیری نمایاں تھی۔ جب ہوش سنبھالا تو والئ توران شیر خاں کے یہاں جو نسل چنگیز خاں سے تھا برسرپیکار ہوا اور ذاتی شجاعت کے بدلے دن دونی ترقی کرتا گیا۔ یہانتک کہ درجہ امیر الامرائی تک رسائی ہوگئی۔

صاحبقران کے والد امیر طراغاں نے جو ترک امارت کے بعد گوشۂ قناعت میں جگہ اختیار کر چکے تھے۔ رحلت کی۔ اس وقت صاحبقران کی عمر پچیس سال تھی۔ اور اسکے گیارہ سال بعد یعنی ٧٧١ھ میں شیر پی خان والیٔ توران کے فوت ہو جانے کے ساتھ ہی ملک بلخ پر حکمران ہو کر جلوس فرمایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام سے جاری کر دیا۔ سمرقند دارالخلافہ قرار پایا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ولایت ماوراء النہر۔ خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائیجان۔ فارس۔ مازندران۔ گیلان دیار بکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم۔ کابلستان۔ زابلستان۔ گرجستان۔ ہندوستان اور دوسرے ممالک کو جانفشانی اور مستقل مزاجی کے ساتھ قبضہ میں لا کر فرماں پذیر بنایا۔

پینتیس سال کامل حکومت کے بعد ٨٠٧ھ میں دارالخلافہ سے ۔ ۔ فرسخ کی دوری پر جبکہ ممالک خطا کی فتح پر متوجہ تھا، بہت سی عمر پا کر سخت بیماری کی وجہ سے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مختصر حال خاندان امیر تیمور

(۱) جلال الدین میران شاہ میرزا جو صاحبقران کا تیسرا فرزند تھا اور عراقین آذربائیجان دیار بکر کا حاکم تھا۔ یا قرا یوسف ترکمان کے ساتھ ٨١٠ھ میں جو اوائل تبریز میں جنگ کرتے ہوئے مارا گیا۔

(۲) سلطان محمد میرزا اپنے بڑے بھائی خلیل سلطان میرزا کے بیاہ پر جو توران کا فرمانروا تھا سپہ سالار تھا طبعی موت سے انتقال کر گیا۔ (۳) ابو سعید میرزا ترکستان۔ ماوراء النہر۔ بدخشان۔ کابل۔ غزنی قندھار اور حدود ہندوستان پر قابض تھا۔ اور عراق کو بھی فتح کر کے سلطنت میں شامل کر لیا ٨٧٣ھ میں اتفاق سے آزون حسن فرزند قرا یوسف خان حاکم آذربائیجان نے قید کر لیا اور یادگار میرزا کے ہاتھوں جو شاہرخ میرزا کا چوتھا نبیرہ تھا اور ملازم سلطان تھا شہید ہوا۔ (۴) عمر شیخ میرزا جو ابو سعید میرزا کا چوتھا فرزند اور فرغانہ اور کند و بدخشاں کا حاکم بھی تھا۔ پل کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے جس پر شاہی محل بنا ہوا تھا ٨٩٩ھ میں انتقال کر گیا۔

یاد رہے کہ الغ بیگ میرزا جو عمر شیخ میرزا کا بھائی تھا نجوم میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ اور اس نے ذاتی قابلیت اور محنت سے ایک رصد گاہ بھی بنائی تھی۔

احمد میرزا نے جو عمر شیخ میرزا کا بڑا بھائی اور سمرقند کا حاکم بھی تھا۔ کئی دفعہ اپنے بھتیجے بابر بادشاہ پر فوج کشی کی جو ان دنوں اندجان کا حاکم تھا۔ مگر ہمیشہ شکست کھائی۔ آخری مرتبہ جبکہ لشکر بابر پر فوج کشی کے ارادے سے اندجان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گھوڑوں میں وبا پھیل گئی اور احمد میرزا نے مصلحت سمجھکر صلح کر لی اور سمرقند روانہ ہوا مگر راستہ میں ہی تھا۔ کہ موت نے آ دبوچا اور رحلت کر گیا

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ

جب بابر بادشاہ بارہ برس کا ہوا تو اندجان کی حکومت اس کے سپرد کی گئی اور اسی سال ۸۹۹ھ میں جلوس بادشاہی نکالا گیا۔

ہندوستان پر حملہ کرنے سے پہلے کے واقعات

معلوم ہو کہ بابر بادشاہ سے متواتر ۱۱ سال تک ماوراء النہر میں چغتائی اور ازبک بادشاہوں کی لڑائی رہی ۔ (۱) تین مرتبہ سلطان احمد میرزا یعنی اپنے چچا پر غالب آ کر سمرقند کو قبضہ میں لایا۔ (۲) خسرو شاہ والئ بدخشان سے لڑائی ہوئی اور بابر نے فتح پائی۔ (۳) محمد مقیم ولد ذوالنون سے جو عبدالرزاق میرزا (بابر کا چچازاد بھائی) والئ کابل کو شکست دے کر کابل پر حکمران تھا لڑائی ہوئی اور بابر نے فتح پائی ۔

(۴) **تسخیر بلخ و بخارا:۔** امیر نجم سپہ سالار فوج قزلباش اور بابر کے درمیان نفاق ہو نیکی وجہ یہ ہے کہ امیر نجم نے بخارا کی جنگ میں لاپرواہی کی اور مارا گیا جس کی وجہ سے بابر کو شکست ہوئی اور دوسری مرتبہ بخارا پر قابض ہوا ۔

نوٹ:۔ بابر مجبور مقام کی لڑائی سے فارغ ہو کر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا ۔

بابر کے ہندوستان پر حملے

(۱) پہلی مرتبہ ۹۱۲ھ میں مقام بھیرہ تک پہنچا جو صوبہ ملتان کا ایک شہر تھا ۔ (۲) دوسری مرتبہ

۹۱۳ھ میں براہ خرد کابل مقام اُول عرف لمغان تک رسائی کی ۔ (۳) تیسری مرتبہ ۹۲۵ھ میں بھیرہ پنجاب تک آ کر واپس ہوا ۔ (۴) چوتھی مرتبہ ۹۳۰ھ میں لاہور اور دیپالپور تک پہنچ گیا ۔ (۵) پانچویں مہم اور بابر کی ہندوستان پر فتحیابی ۔

آخری مہم اور بابر کی ہندوستان پر فتحیابی اور انتظام

جب سلطان ابراہیم لودی کے ظلم وستم کی کوئی حد نہ رہی تو اکثر امراء اور سلطنت کے عُمّال اس سے برگشتہ اور باغی ہوگئے ۔ چنانچہ دولت خاں لودی کی ترغیب سے بابر سندھ کے کنارے پہنچا ۔ یہاں سے بعض امرا اور فوج کو جانب لاہور روانہ کیا کہ دولت خان اور غازیخان کے منحرف ہونیکی خبر ملی فوراً اُٹھا ہوا چناب کے کنارے قصبہ بہاولپور پہنچکر دم لیا ۔ اور سیالکوٹ کی آبادی کو بہاولپور میں بسا کر آگے بڑھتا چلا گیا ۔ عالم خاں نے معہ دوسرے امراء کے جو ابراہیم لودی سے منحرف تھے ۔ چالیس ہزار کے لشکر کیساتھ چڑھائی کی اور شکست کھا کر دربار بابری میں حاضر ہوا ۔ اب بابر بادشاہ نے کلانور ہوتے ہوئے قلعہ ملوت (ملوٹ) پہنچکر محاصرہ کیا ۔ دولت خان جو مواعید سے روگردانی کر گیا تھا محصور ہو کر قلعہ ملوت میں جانبر نہ ہوسکا ۔ یہاں سے شہزادہ ہمایوں میرزا کو حصار فیروزہ کی تسخیر کے لئے بھیجا گیا ۔ چنانچہ وہ مسخر ہوگیا ۔

بابر جس وقت انبالہ پہنچا تو اس کو خبر ملی کہ سلطان ابراہیم لودی ایک لاکھ سوار معہ توپخانہ اور ایک ہزار ہاتھی کے دہلی سے چل پڑا ۔ پس بابر نے پانی پت پہنچکر پڑاؤ کیا ۔ اور سلطان ابراہیم نے بھی قریب پہنچکر لڑائی کے انتظامات شروع کر دیئے ۔ الغرض لڑائی شروع ہوئی ۔ بابری لشکر ہاتھیوں کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا لیکن بابر نے سخت ترغیب وتحریص دلا کر دوبارہ لشکر میں روح پھونک دی اور لشکریوں نے جم کر لڑائی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابراہیم لودی معہ پانچ چھ ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مارا گیا ۔

بابر نے دہلی پہنچکر اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا ۔ اور بہت کچھ انعامات تقسیم کئے ۔ ابراہیم لودی کی والدہ کے نام معقول وظیفہ تقریباً ۷ لاکھ تنگہ (رائج الوقت سکہ نقرہ) جاری کیا گیا جس

کے عوض والدۂ ابراہیم نے ایک ۸ مثقال کا بیش قیمت الماس پیش کیا۔

بابر دہلی سے فارغ ہوکر آگرہ پہنچا اور بارش کے موسم میں کچھ آرام لیکر مخالفوں کے استیصال کی طرف متوجہ ہؤا۔ اسی زمانہ میں رانا سانگا جو ہندوستان کا ایک بڑا راجہ تھا۔ حسن خاں میواتی کے اغوا سے آگرہ کے قریب تک پہنچ گیا۔ اور اکثر افغانی امراء نے قنوج کے قریب جمع ہو کر۔ پہاڑ خان ولد دریا خان کو سلطان محمد کا لقب دیکر ہر طرف سے ایک ہنگامہ مچا دیا۔ ہمراہیان بابر کو جب ان معاملات کی خبر ہوئی تو بابر سے عرض کی کہ واقعی یہ ملک ابھی تک پورے قبضہ میں نہیں آیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ پنجاب میں قیام کریں۔ بابر ان پر بہت جھلایا اور ان کی دلدہی کی رانا سانگا سے لڑائی چھڑ گئی۔ گرما گرم جنگ کے بعد رانا سانگا بھاگ نکلا اور بابر کے ہاتھ فتح رہی پس بابر آگرہ واپس ہؤا۔ جب مسلسل فتوحات کی خبر کابل کے روساء تک پہنچی۔ آہستہ آہستہ سب ہندوستان میں اکٹھے ہو گئے اور سلطنت میں نظام قائم ہو گیا۔ شہزادہ ہمایوں میرزا کو سنبھل کی درستی کے لئے معمور کیا گیا۔ اور شہزادہ کامران میرزا کو لاہور اور ملتان بطور جاگیر عنایت ہوئے۔ چونکہ ملتان ایک زمانے سے سلاطین دہلی کے تصرّف سے نکل گیا تھا۔ اس لئے شہزادہ نے بزور شمشیر فتح حاصل کی اور قبضہ کر لیا۔

سلاطین مُلتان

محمدؐ قاسم نے جو زمانہ حجاج بن یوسف میں ہندوستان پر حملہ آور ہؤا تھا ۹۹ھ میں ملتان پہنچکر اسلام کی بنیاد ڈالی۔ جس کے بعد سلطان محمود غزنوی نے اس قطعہ میں اسلام کو رواج دیا۔ پھر سلطان شہاب الدین غوری کے زمانہ سے گویا ۵۸۸ھ سے ۷۵۶ھ تک ملتان سلاطین دہلی کے تصرّف میں رہا۔ سلطان محمدؐ شاہ کی سُستی کی وجہ سے حاکم ملتان بھی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ سلطان علاؤ الدین اپنے والد محمدؐ شاہ سے بھی سُست نکلا۔ انتظام سلطنت میں اور بھی خرابی بڑھ گئی۔

شیخ یوسف

جب سلطنت دہلی کی اتنی نازک حالت ہوگئی تو ملتان کے اکابر اور روساء نے ایک مجلس قائم کی اور اتفاق آراء سے شیخ یوسف قریشی کو حاکم ملتان بنایا گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد رائے سنتہرہ نے جو لنکاہاں کا سردار تھا شیخ کے پاس کہلا بھیجا کہ بہلول لودھی تخت دہلی پر قابض ہوگیا ہے ممکن ہے کہ ملتان پر بھی لشکر کشی کرے۔ ایسے وقت میں ملک کی نگہبانی لازمی ہے۔ اس لئے اگر حکم ہو تو ہم لنکاہاں حاضر خدمت ہو کر جملہ خدمات لائقہ میں مدد دیں۔ شیخ یوسف راضی ہوگیا۔ اور رائے سنتہرہ کو رفیق انتظامات مقرر کیا۔ رائے سنتہرہ نے کچھ دنوں بعد اپنی لڑکی کو بھی اسکے نکاح میں دیدیا۔ ایک دن اس نے اپنے بعض آدمیوں سمیت شیخ کی خدمت کا شرف حاصل کرنے کی اجازت طلب کی اور کامل انتظامات کے بعد شیخ کے دربار میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد پیٹ کے درد کا بہانہ کیا اور قے کی۔ اسکے ساتھیوں نے پہلے ہی سے بکری کے خون کا انتظام کر رکھا تھا۔ فوراً قے کے عوض اس کو رکھدیا اور پریشان ہو کر چلانے لگے۔ اس بہانے سے اسکے سب ساتھیوں نے داخل ہونیکی اجازت طلب کی اور بہتیرے جمع ہوگئے۔ پس شیخ اور ملازمین کو حراست میں لے لیا گیا۔ اور شیخ کو مقید کرنے کے بعد اپنا نام سلطان قطب الدین رکھا اور سکہ و خطبہ اپنے نام سے جاری کردیا۔ شیخ یوسف قریشی نے کل دو سال حکومت کی۔

سلطان قطب الدین لنکاہ

عرف سنتہرہ لنکاہ ۸۵۹ھ میں حاکم ہوا اور ۱۶ سالہ حکومت کے بعد انتقال کرگیا۔ شیخ یوسف قید سے فرار ہو کر سلطان بہلول لودی کے پاس پہنچا۔ اور نہایت احترام سے دہلی میں مقیم ہوا

سلطان حسین

جو سلطان قطب الدین کا فرزند تھا ۸۷۴ھ میں حکمران ہوا یہ سلطان چونکہ نہایت شجاع اور دلاور تھا۔ اس لئے قلعہ شورکوٹ غازیخان سے اور چھوٹ کو ملک ماچھو کھوکھر گماشتہ سید خاں سے چھین کر قابض ہوا اور کروڑ کوٹ و دھنکوٹ پر بھی متصرف ہوگیا۔ شیخ یوسف کی تحریک سے سلطان لودی نے اپنے فرزند

باربک شاہ کو تاتار خاں حاکم پنجاب کیساتھ سلطان حسین کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سلطان حسین اور باربک میں لڑائی ہوئی۔ یکبار دس ہزار لشکریوں کے تیس ہزار تیروں کی بارش نے باربک کی فوج کا منہ پھیر دیا اور باربک کو شکست ہوئی۔ اسی زمانے میں داؤد زئی اور فتح خاں کو جو نواحی کیچ مکران سے حاضر خدمت ہوئے سلطان حسین نے ملک سہراب کو کروڑ کوٹ سے دھنکوٹ تک جاگیر بخشی اور بلوچیوں کو دریائے سندھ کا باقی حصہ مقرر کر دیا۔ اور سب پور سے دھنکوٹ تک سب کا سب قطعہ بلوچیوں کا قرار پایا۔ ایساہی جام بایزید اور جام ابراہیم کو جو جام نندا حاکم ٹھٹھ سے رنجیدہ ہو کر چلے آئے تھے معقول جاگیرات عطا ہوئیں چونکہ سلطان ضعیف ہوچکا تھا۔ اس لئے اپنے فرزند فیروز شاہ کے نام خطبہ جاری کیا۔ مگر عماد الملک وزیر نے اس کو زہر دیدیا۔ پس مکرر سلطان حسین نے زمام حکومت ہاتھ میں لی اور سلطان محمود فرزند مرحوم فیروز شاہ کو ولی عہد مقرر کیا اور ۲۲ سالہ حکومت کے بعد رحلت کر گیا۔

سلطان محمود

بن فیروز شاہ بن سلطان حسین ۸۹۹ھ میں مالک حکومت ہوا چونکہ خورد سال تھا۔ اوباشوں کی ہمنشینی کی وجہ سے عیش پسند ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بابر ہندوستان کی فتح کے ارادہ سے پنجاب پہنچ گیا تھا۔ پنجاب پہنچکر حاکم ٹھٹھ میرزا شاہ حسین ارغون کے نام ایک فرمان نافذ کیا کہ ملتان تمہیں بطور جاگیر عطا کیا جاتا ہے۔ فوراً پہنچکر وہاں کی حالت درست کرو اور اپنے قبضہ میں لاؤ۔ شاہ حسین ارغون ملتان پہنچکر سلطان محمود سے جنگ آزما ہوا اور کچھ مقابلہ کے بعد سلطان محمود نے شکست فاش کھائی اور مدت سلطنت ۲۷ سال تھی۔

سلطان حسین

جو سلطان محمود کا سہ سالہ فرزند تھا۔ امرائے عظام اور بہی خواہان دولت کی کوشش سے ۹۳۵ھ میں تخت پر بٹھایا گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد قوام خان اور لشکر خاں جو صاحبان اثر و متمول تھے شاہ حسین میرزا ارغون کیساتھ مل گئے اور سلطان حسین کیساتھ جنگ کی اور فتح پاکر تمام شہر لوٹ لیا۔ ۷ سے ۷۰ سال کی عمر کے تمام

باشندگان شہر کو مقید کر لیا گیا جس میں سلطان حسین بھی شامل تھا۔ القصہ ملتان کامل طور پر برباد کر دیا گیا۔ مدت سلطنت سلطان حسین برائے نام ۸ سال تھی ؛

میرزا شاہ حسین ارغون نے ۹۳۲ھ میں فتح کے بعد اپنے نوکر شمس الدین کو ملتان کی حراست پر مقرر کر کے لشکر خاں کو اسکی مدد کیلئے مقرر کیا۔ چونکہ لشکر خاں مالی اور ملکی انتظامات میں نہایت ہی ہوشیار تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں شمس الدین کی وساطت دُور کر کے حکومت کا دعویٰ بھرنے لگا۔ اسی زمانے میں لاہور اور ملتان شہزادہ کامران میرزا کی جاگیر میں عطا ہوا تھا۔ اس لئے شہزادہ لشکر خاں کو دوسری جاگیر عطا فرما کر اپنے تصرف میں لے آیا۔ اس طرح گویا شاہ حسین ارغون مرزا چار سال ملتان پر حکمران رہا الغرض ۸۵۷ھ سے ۹۳۷ھ تک کل ۸۰ سال ملک ملتان فرمانروایان دہلی کے تصرف سے علیحدہ رہا ؛

انہیں دنوں میں شہزادہ ہمایوں میرزا جو سنبھل کے نظم و نسق پر مامور تھا سخت بیمار ہوا فوراً آگرہ بلوایا گیا مختلف علاج معالجے کئے گئے۔ کچھ افاقہ نہ ہوا اور نا امیدی چھا گئی۔ خیر اندیشوں نے صدقے اور دعاؤں کی رائے دی۔ ساتھ ہی اس بیش قیمت الماس کا تصدق کرنیکا ذکر کیا جو ابراہیم لودی کی والدہ نے دیا تھا۔ بابر نے جواباً اپنی جان کو ہمایوں کی جان پر تصدق کرنا مناسب خیال کیا اور نماز ادا کرنیکے بعد دعا میں مصروف ہوا اور ہمایوں کی جان کیلئے اپنی جان کو فدیہ میں پیش کرنے کی دعا مانگی جو مقبول بارگاہ ایزدی ہوئی۔ پس فوراً ہمایوں کی بیماری گھٹنے لگی اور بابر بادشاہ پر آثار بیماری ظاہر ہوئے چنانچہ پانچ چھ روز گذرنے نہ پائے تھے کہ ہمایوں اچھا ہو گیا اور بابر بادشاہ ۴۹ سال کی عمر میں جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ نعش کابل پہنچائی گئی۔ اس پر جہانگیر نے ایک عالیشان مقبرہ بنوایا۔ ۳۸ سال بابر بادشاہ نے سلطنت کی۔ اس مدت میں سے ہندوستان پر پانچ سال اور پانچ روز حکمران رہا ؛

نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ

میر نظام الدین میر خلیفہ ناظم امور سلطنت شہزادہ محمد ہمایوں میرزا سے مخوف اور ہمایوں کی تخت نشینی کا مخالف تھا۔ اس کا عین مدعا خواجہ مہدی داماد بابر بادشاہ کو تاجور دیکھنا تھا اگرچہ خواجہ مہدی بلند ہمت اور اکثر اُمرا سے متفق تھا۔ مگر کسی کی ایک نہ چلی اور اُمرائے عظام نے متفق ہوکر ۹۳۷ھ میں ہمایوں بادشاہ کو چوبیس برس کی عمر میں حکمران بنا دیا۔

دور اوّل کی حکومت کے واقعات

(۱) سپاہیوں کی تنخواہ میں اضافہ۔ (۲) ولایت کابل۔ بدخشان اور ملتان بھائیوں کو بخش دیا۔ (۳) کالنجر کے راجہ نے مطیع ہوکر دس من سونا نذر دیا۔ (۴) سلطان محمد بن سلطان سکندر لودھی نے جونپور میں خود سری کی۔ اور شکست کھاکر پٹنہ اور بنگالہ میں پہنچکر جان بحق ہوا۔ (۵) محمد زمان میرزا بادشاہ بابر کے داماد نے بغاوت کا ارادہ کیا۔ اور اس کو مقید کرکے آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ قسمت کی خوبی سے یہ قابو پاکر قید سے فرار ہوگیا اور سلطان بہادر والئ گجرات کے سایہ میں پہنچا۔ والئ گجرات نے محمد زمان میرزا بادشاہ کو واپس دینے سے انکار کیا اور قلعہ چتوڑ پر چڑھ آیا اسکے بیٹے تاتار خاں نے قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی مگر ہندال میرزا ہمایوں بادشاہ کے چھوٹے بھائی سے شکست کھاکر قتل ہوا۔ ہمایوں بادشاہ بہادر شاہ والئے گجرات کی گوشمالی کیلئے آگرہ سے کوچ کرکے چتوڑ پہنچا اور متواتر لڑائیوں کے بعد والئ گجرات شکست فاش کھاکر بھاگ نکلا اور کسی جزیرہ میں چھپ رہا۔ ہمایوں نے گھاٹ تک ساری ولایتوں کو فتح کرکے اپنے معتمدین کے سپرد کیا۔ اور قلعہ چانپانیر کا جو کہ استحکام میں مشہور تھا۔ محاصرہ کیا۔ جب محاصرہ سے تنگ آگیا۔ فولادی میخیں لگاکر خود بدولت داخل قلعہ ہوا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ بیشمار مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مختصر یہ کہ ولایت گجرات عسکری میرزا برادر حقیقی کے تفویض فرماکر واپس لوٹا۔ چونکہ عسکری میرزا نے عیش وعشرت میں پھنسکر ملک کی خبر نہ لی اور سلطان بہادر اس

غفلت سے فایدہ اُٹھاکر عسکری میرزا سے جو لڑ رہے بیچ سے گجرات پر قابض ہو گیا۔ اس لئے عسکری میرزا آگرہ کو روانہ ہوا۔ ہمایوں نے مکرر گجرات پر لشکر کشی کی اور سلطان بہادر کو شکست فاش دیکر گجرات پر قابض ہوا۔ سلطان بہادر فرنگیوں کی پناہ میں پہنچکر جہاز پر جارہا تھا انکی مکاری سے گھبرا کر سمندر میں کود پڑا اور غرق ہو گیا۔

(۶) شیر خاں ہمایوں بادشاہ کی فوج کو گجرات میں مصروف پاکر جونپور بہار اور چنارہ کو دبا بیٹھا۔ لیکن ہمایوں گجرات سے واپس ہوکر اسکی خبر لینا چاہتا تھا کہ شیر خاں بنگالہ بھاگ گیا اور وہاں کے حاکم کو شکست دیکر بنگالہ پر قابض ہو گیا۔

(۷) نصیب شاہ حاکم بنگالہ شیر خاں سے شکست کھاکر ہمایوں کے پاس حاضر ہوا اور مدد چاہی پس ہمایوں بنگالہ پہنچا۔ شیر خاں مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے لڑکے جلال خاں کو بنگالہ میں چھوڑ کر جھارکھنڈ چلا گیا۔ لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبرا کر باپ سے جا ملا۔

(۸) ہمایوں بادشاہ بنگالہ پر قابض ہو گیا اور اس کی آب وہوا سے عیش و نشاط میں منہمک ہوکر کسی ناخوش خبر کے سُنانے سے نوکروں کو باز رکھا۔ چنانچہ شیر خاں اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر اکثر گرد و نواح کے ملک کو قبضہ میں لایا اور بعض اُمرا کے بھڑکانے سے ہندال میرزا نے باغی ہوکر آگرہ میں اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا۔

(۹) چونکہ ہمایوں نے ناخوش حالات کے سننے سے نوکروں کو باز رکھا تھا۔ تاہم خیر خواہان دولت نے مجبوراً کل واقعات کا اظہار کر ہی دیا۔ اور ہمایوں بادشاہ اس خبر سے پریشان ہوکر عین برسات کے زمانہ میں چل کھڑا ہوا۔ تکالیف برداشت کرتے چلا آرہا تھا۔ کہ شیر خاں نے مقام چونسہ میں پہنچکر ہمایوں بادشاہ سے اطاعت کا اظہار کیا اور چند دنوں بعد لشکر کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر یکدم حملہ کر دیا۔ ہمایوں نے جب یہ ناگہانی طوفان دیکھا۔ گھوڑے کو دریائے گنگ گنگا میں ڈالدیا۔ کبھی غوطہ کھاتے اور کبھی اُبھرتے بہا جا رہا تھا۔ کہ ایک سقے نے دستگیری کی اور باہر نکال لایا۔ بادشاہ نے سلامت نکل کر سقے سے آرزو دریافت کی۔ اس نے التماس کی "کہ دوپہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس میسر ہو جائے"۔ بادشاہ

نے قبول کیا اور بہ تراریخ دخم آگرہ پہنچا۔

ہمایوں آگرہ پہنچکر لشکر جمع کرنے میں مصروف ہوا۔ اسی زمانے میں سقّہ حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے حسب وعدہ دوپہر کے واسطے تخت پر جلوس کرنیکی اجازت دی۔ سقّے نے اپنی مشک کے چمڑے سے روپے اور اشرفی کٹواکر اپنے نام سے رائج کیا۔ ہندال میرزا شرمندہ ہوکر حاضر خدمت ہوا۔ کامران میرزا سقّے کی حکومت سنکر ناراض ہوا اور شیرخاں کی دست درازیوں کی خبر پاکر بھی ہمایوں کی مدد نہ کی۔

(۱۰) ہمایوں بادشاہ نے ۹۴۶ھ میں لشکر کو آراستہ کرکے شیرخاں کے فساد کو رفع کرنے کی غرض سے آگرہ سے روانہ ہوا۔ قنوج کے گردونواح میں پچاس ہزار شیر شاہی لشکر سے مقابلہ پڑا۔ ہمایوں نے اپنی فوج کو گنگا پار بھیجکر مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی۔ اور افتاں خیزاں آگرہ پہنچا۔ اور توقف مناسب نہ جان کر لاہور روانہ ہوا۔ اور بھائیوں سے مشورہ کیا۔ کامران میرزا نے جو شیرخاں سے لاہور کی حکومت کا امیدوار تھا۔ لڑنے کی رائے نہ دی۔

عسکری میرزا کابل پہنچکر غزنی۔ قندہار اور بدخشاں پر قبضہ کر بیٹھا اور دوسری طرف میرزا حیدر کاشغری ہمایوں کا خالہ زاد بھائی کشمیر پر قابض ہوگیا۔

الغرض جب ہمایوں سب طرف سے مایوس ہوگیا اور ہندال میرزا نے بھی بیوفائی کی تو بادشاہ براہ ملتان بھکر آیا۔ خواص خاں نے جو شیرخاں کا غلام تھا۔ ہمایوں کا پیچھا کیا اور ٹوٹ پڑا۔ سلطان محمود حاکم بھکر نے بھی کج ادائی کی۔ بادشاہ ٹھٹہ پہنچا۔ اور یہاں کے حاکم شاہ حسین میرزا ارغون سے لڑائی رہی۔ اس جگہ سے بھی ناامید ہوکر راجہ مالدیو کے پاس جانیکا ارادہ کیا۔ مگر راستہ ہی میں راجہ کی بدنیتی کا حال سنکر معاودت فرمائی۔ ریگستان کی وجہ سے سخت تکالیف برداشت کیں اور جیسلمیر کی راہ سے قصبہ امرکوٹ میں پہنچا۔ یہاں کا حاکم رانا پرشاد خدمت ہمایوں میں حاضر ہوا اور اسی مقام پہ پانچویں رجب ۹۴۹ھ کو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس بیگم کو جس کا نسب حضرت زندہ فیل احمد جام سے ملتا ہے ہمایوں بادشاہ نے ٹھٹہ پہنچکر اپنے نکاح میں مشرف کیا تھا۔ ہمایوں اس دولت غیر مترقبہ کے حاصل ہونے سے سجدۂ شکر بجالایا اور بیگمات کو قندہار میں چھوڑکر

مجبوراً مکہ معظمہ کو روانہ ہونیکی غرض سے چل پڑا جب قندھار پہنچا۔ تو میرزا عسکری نے قلعہ داری کی۔ اور خیمہ شاہی میں پہنچکر غارت شروع کر دی اور شاہزادہ محمد اکبر کو قندھار میں لے گیا۔ اور بعد میں کامران میرزا کے پاس کابل بھیج دیا

آخر ہمایوں اپنے خویشوں سے دلتنگ ہو کر گوشۂ قناعت چاہتا تھا لیکن ہمراہیوں نے نہایت عقیدت سے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ اور خراسان وعراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی حد پر پہنچا تو ہرات کے امیر کو اپنے آنے کی خبر دی۔ اس نے بادشاہ سلیمان سے بادشاہ طہماسپ صفوی کے پاس خط روانہ کر نیکی درخواست کی۔ چنانچہ جواب میں امیرالامرا اور اطراف کے حکام کے نام ہمایوں کی خاطر خواہ ضیافت اور مہمانداری کیلئے خطوط موصول ہوئے۔ اور ہمایوں نے ہرات میں چندے قیام کے بعد بمعیت شاہزادہ شاہ طہماسپ خراسان کا رُخ کیا۔ شاہ طہماسپ نے شہر سے نکل کر شاندار خیر مقدم کیا اور کوئی دقیقہ تعظیم کا اُٹھا نہ رکھا۔

الغرض تین سال تک ہمایوں نے نہایت عیش وعشرت میں بسر کی۔ آخر شاہ طہماسپ ہمایوں سے بصد ادب مدد واعانت کرنیکا خواستگار ہوا۔ چنانچہ ہمایوں اس مہربانی کا شکریہ بجالایا۔ اور ملک کی خواہش ظاہر کی۔ بادشاہ نے فوراً بارہ ہزار سوار شاہزادہ مراد میرزا کے ساتھ ہمرکابی میں پیش کئے۔ اور باہمدگر وداع ہوئے۔ ہمایوں کوچ کرکے ردبیل اور وہاں سے قندھار کے اطراف میں پہنچا۔ مرزا عسکری تین ماہ تک قلعہ بند رہا اور پھر خانزادہ بیگم ہمشیرہ بابر بادشاہ کے توسل سے حاضر ہو کر قلعہ حوالہ کیا۔ ہمایوں نے قلعہ پر متصرف ہونے کے بعد مرزا عسکری کو محبوس کیا۔ اور کابل میں میرزا کامران پر فتح پاکر قلعہ کابل میں شہزادہ محمد اکبر کا دیدار حاصل کیا۔ اور شہزادہ کو کابل میں چھوڑ کر بدخشاں کی جانب متوجہ ہوا اور فتح پائی۔ اتفاقاً ہمایوں وہاں بیمار ہو گیا۔ کامران میرزا نے جو ہمایوں کا بھائی تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر کابل پر چڑھائی کی ہمایوں کو اسکی خبر ہوئی واپس لوٹا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ کامران مرزا نے ایسے ایسے ظلم کئے جو بیان سے باہر ہیں۔ آخر تنگ آکر قلعہ سے بھاگ گیا۔ اور ہمایوں دوبارہ کابل پر قابض ہو گیا۔ خدا کا شکر کہ شہزادہ اکبر صحیح و سالم تھا۔ کامران میرزا والئی توران کی مدد سے بدخشاں کا حاکم بنا بیٹھا تھا۔ لیکن ہمایوں اسکی گوشمالی کو پہنچا۔ اور مرزا شکست کھا کر طالقان میں محصور رہا۔ مگر تھوڑے دنوں میں تنگ آکر اطاعت قبول کی

اور عازم مکہ ہؤا اور پانچ دن کے بعد راستہ سے لوٹ کر حضور میں پہنچا اور مورد تفضلات ہؤا۔ ہمایوں نے
بدخشان کے متعلق بعض ولایتیں کامران مرزا کو مرحمت کیں۔ اور عسکری مرزا کو جو قندھار میں قید تھا مرزا
کامران کے حوالہ کیا اور اس کو بھی جاگیر دیکر کابل کو لوٹایا۔ اور کابل کے انتظام سے فارغ ہو کر ۹۵۵ھ میں
بلخ پر یورش کی۔ اور فتحیاب ہؤا۔ مگر امرا اور مرزا کامران کی نا اتفاقی کی وجہ سے بلخ کو پورے طور پر مسخر نہ کر سکا
اور کابل واپس ہؤا۔ کامران مرزا گوراپ سے بدخشان پہنچکر مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے لڑا لیکن نامراد
کابل پہنچا۔ اور ہمایوں رفع فساد کے لئے لشکر سمیت روانہ ہؤا لیکن غور کے نزدیک مقام قپچاق میں دونو
لشکر صف آرا ہوئے۔ ہمایوں لشکر کے پیچھے تھا کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے سپاہی مرزا کامران سے مل گئے
ہیں۔ اور کئی ایک ملنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ تاب نہ رہی خود چل پڑا۔ ناگہاں گھوڑے کو تیر لگنے کی وجہ سے
مغلوب ہو کر بھاگا۔ اثنائے فرار میں جبۂ مبارک سر سے گر پڑا۔ جس کو سپاہیوں نے کامران مرزا کے حضور
میں پہنچایا۔ اس نے ہمایوں کو مردہ خیال کر کے خوشیاں منائیں۔ اور کابل کو قبضہ میں لایا۔ تین ماہ کے
بعد ہمایوں نے پھر کابل کا محاصرہ کیا۔ اور بہت سی نصیحتیں لکھ بھیجیں۔ مگر کامران نے ایک نہ مانی لاچار
لڑائی شروع ہوئی۔ اور مرزا کو ناکام بھاگنا پڑا۔ دوبارہ عسکری مرزا نے ہمایوں مرزا کی ملازمت اختیار
کی اور حسب ہدایت مکہ روانہ ہو گیا۔ اور ملک شام کے درمیان انتقال کیا۔ کامران مرزا نے متعدد بار
چھاپہ مارا۔ مگر ناکام ہونا پڑا۔ اور آخر چھاپہ میں مرزا ہندال ایک افغانی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جس کا ہمایوں
کو بہت افسوس ہؤا۔ اب ہمایوں اطمینان سے کابل پر حکمران ہؤا۔ کامران مرزا نے عاجز آ کر ہندوستان
کا ارادہ کیا۔ اور سلیم شاہ ولد شیر شاہ کے پاس پہنچا لیکن جان کی خیر نہ پا کر راجہ گکھاٹ کے پاس پہنچا۔
یہاں بھی چین نہ ملا۔ جموں ہوتے ہوئے سلطان گکھر کے پاس پہنچا اور مقیم ہؤا۔ حسب استدعا مرزا
کامران سلطان آدم نے ہمایوں کی دعوت فرمائی۔ اور ہمایوں معہ اکبر کے گکھر پہنچا۔ سلطان آدم نے
ہمایوں بادشاہ کی خاطر مدارات کے بعد کامران مرزا کو پیش کیا۔ اور معافی کا خواستگار ہؤا۔ ہمایوں بادشاہ
نے حسب وصایائے بابر بادشاہ خطا معاف کی مگر آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ اور نور بینائی سے معذور
کر کے مکہ معظمہ روانہ کیا۔ مرزا نے تین بار حج کیا۔ اور آخر کار ۹۶۴ھ میں فوت ہؤا ؛

شیر شاہ

شیر شاہ جس کا نام فرید خاں سور تھا۔ اس کا دادا ابراہیم خان سلطان بہلول لودی کے زمانے میں ولایت روہ سے آکر موضع شملہ توابع نارنول میں مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودی کے زمانے میں جمال خاں حاکم جونپور کے حضور میں نوکری پائی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا حسن خاں سرفراز ہوا اور محنت و خوش تدبیری کی وجہ سے پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کے مقامات معہ پانسو سوار کے بطور جاگیر عطا ہوئے چونکہ حسن خاں کسی لونڈی پر عاشق تھا۔ اور اپنے فرزند فرید خاں اور اسکے بھائی سے محبت نہ رکھتا تھا اس لئے فرید خاں اپنے باپ کو لونڈی زادے سے زیادہ محبت کرتے نہ دیکھ سکا۔ اور جوانی میں ترک مصاحبت کی اور جمال خاں کے حضور میں بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اپنے باپ کا حال جمال خاں سے کہا جس کی وجہ سے حسن خاں گھبرایا۔ اور بہترا بلوا بھیجا مگر یہ نہ گیا۔ آخر جونپور پہنچا نصیحت وغیرہ کر کے فرید خاں کو واپس لایا۔ اور جاگیر کا مدارعلیہ مقرر کیا۔ فرید خان نے ہوشمندی اور دلجوئی سے جاگیر کی حالت اچھی کی مگر حسین خان کی لونڈی نے پھر چال چلی۔ اور فرید خان کی جگہ اپنے بڑے لڑکے کو جائزہ دلوایا فرید خان نکر رجونپور واپس ہو گیا۔ مگر اس کے والد کے مرنے کے ساتھ ہی واپس ہو کر جاگیر پر قابض ہو گیا اس کے علاتی بھائیوں نے منافقت کی اور اس کی جان کے درپے ہو گئے تا آنکہ بابر بادشاہ نے ابراہیم لودی کو شکست دی۔ اور فرمانروائے دہلی ہؤا۔

واقعات عروج شیر شاہ

فرید خان جاگیر سے رخصت ہو کر سلطان محمد کے پاس جو بہار کا حاکم تھا پہنچا اور ملازم ہو کر عمدہ خدمتیں انجام دیں۔ چنانچہ ایک دن سلطان کے روبرو ایک شیر کو نذر شمشیر کیا۔ اور شیر خان کا خطاب پایا۔ کچھ دنوں بعد سلطان نے اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا۔ مگر چند اسباب سے شیر خان بدظن ہو کر سلطان جنید برلاس کے حضور میں نوکر ہو گیا۔ ایک دن سلطان جنید کو دربار بابری میں جانا پڑا۔ اور شیر خان بھی ساتھ ہؤا۔ کھانے کا وقت تھا۔ سلطان کے ہمراہ دسترخوان پر شیر خان بھی موجود

تھا۔ مگر کھانے میں کچھ بدتمیزیاں سرزد ہوئیں جس کی وجہ سے بابر نے فرمایا۔ کہ اسکی آنکھ سے فتنہ ٹپکتا ہے۔ اسکو قید کر لو۔ شیر خاں بھی ان باتوں کو قیافہ سے سمجھ گیا۔ اور موقعہ پا کر بھاگ نکلا۔ اور بکر حاکم بہار کے یہاں ملازمت اختیار کرلی۔ اور حاکم کی وفات کے بعد اس کا لڑکا مسند نشین ہوا۔ اور شیر خاں مدارعلیہ مقرر کیا گیا۔ اسی زمانے میں تاج خان حاکم چنار گڈھ کا انتقال ہو گیا۔

تاج خان کے پانچ بھائی تھے جن میں سے ایک شیر خاں کا دوست تھا۔ اس نے شیر خاں کو طلب کیا۔ اور یہ پہنچکر قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اور تاج خاں کی بیوہ سے شادی کرلی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بابر بادشاہ نے رحلت فرمائی اور ہمایوں بادشاہ فرمانروائے دہلی ہوا اور سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی پٹنہ کا حاکم ہوا۔ شیر شاہ نے سلطان محمود کی اطاعت کرلی۔ اور سلطان محمود کے ۹۴۵ھ میں انتقال کرنیکے بعد بلا شرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ پر قابض ہو گیا۔ شیر شاہ جب بنگالہ کا حاکم ہو گیا۔ ہمایوں بادشاہ کے ملک کو تاخت کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ہمایوں کو گجرات میں مصروف پا کر سرکشی شروع کی۔ اور راجہ چنتامن حاکم رہتاس کو کسی برہمن کے ذریعہ کہلا بھیجا۔ کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہیں۔ آپ میرے عیال و اطفال کو قلعہ میں جگہ دیجیئے۔ راجہ جی راضی ہو گئے اور شیر شاہ نے کئی سو ڈولیاں تیار کیں۔ اور ہر ڈولی کیساتھ دو دو پٹھان کر دیئے جب یہ ڈولیاں قلعہ میں پہنچیں اور راجہ جی نے حرم سرائے شاہی میں مبارکباد کہلا بھیجی فوراً پٹھانوں نے تلواریں کھینچکر راجہ کو معہ ہمراہیوں کے تہ تیغ کیا۔ اور شیر خان نے بھی مسلح پہنچکر قلعہ پر کامل قبضہ کرلیا۔ جب ہمایوں کی آمد کی خبر سنی بھاگ کر بنگالہ چلا گیا۔ اور جب ہمایوں بنگالہ پہنچا۔ تو تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا اور واپس ہو کر راستے میں ہمایوں کو شکست دی۔

نوٹ:۔ شیر خاں کے بھاگنے اور لوٹ کر ہمایوں کو شکست دینے کے واقعات ہمایوں کے بیان میں تحریر ہو چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ شیر خان نے دوبارہ ہمایوں پر فتح پا کر لاہور تک نہیں بلکہ کھکران تک تعقب کیا اور قلعہ رہتاس بالائی پہاڑ کے قریب بنا کر ہمایوں کو روکنے کے لئے دس ہزار سوار متعین کیا اور آگرہ کو واپس ہوا۔

شیر خان نے ۹۴۷ھ میں اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور شیر شاہ لقب رکھا۔ بعد ازاں:۔

(۱) شیر شاہ نے راجہ پورن مل کے سر پر چڑھائی کی اور علمائے افغانی کے فتاوی سے عاجز آکر باوجود مصالحت کے لڑائی کی اور فتح پائی۔

(۲) رائے مالدیو حاکم اجمیر جودھپور اور میرٹھ پر لشکر کشی کی اور کئی لڑائیوں کے باوجود جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو ایک خط کے ذریعہ مالدیو کو اپنے ساتھیوں سے برگشتہ کرا کر ٹوٹ پڑا۔ اور فتح پائی۔ اجمیر قبضہ میں آگیا۔

(۳) ہمایوں کے خاص محل میں سے حاجی بیگم کو جو بدخ پور پہٹہ کی لڑائی میں شیر شاہ کے ہاتھ لگی تھی ہمایوں کے پاس کابل روانہ کر دیا۔

انتظاماتِ ملکی

(۱) عقل اور تدبیر جہانداری میں بے نظیر تھا۔ (۲) رعایا کی فلاح اور آسودگی میں فکر کرتا اور محکمہ عدالت میں خویش و بیگانہ کو ایک نظر سے دیکھتا۔ (۳) گھوڑوں کی شناخت کیلئے داغ دینا (جس کو سلطان علاؤالدین نے مقرر کیا تھا مگر رائج نہ ہوا تھا) رواج پایا۔ (۴) ایک ہزار پانسو کوس کی پختہ سڑک بنگال سے پنجاب کے رہتاس تک بنائی گئی اور دو دو کوس پر مہمان سرا آباد کی اور ہر سرائے میں دو گھوڑے اور ایک نقارہ مقرر کر کے اس کا نام ڈاک کی چوکی رکھا۔ (۵) جس وقت سلطان کے لئے دستر خوان چُنا جاتا تو فوراً نقارہ بجایا جاتا۔ اور جہاں تک اس کی آواز جاتی تمام سراؤں میں نقارے بجنے شروع ہو جاتے اور ہندو مسلمان سب کو بلحاظ مذہب غذا تقسیم ہوتی۔ (۶) امن و انتظام کا یہ عالم تھا کہ سونا اُچھالتے چلے جائیے کوئی مزاحم نہیں ہوتا تھا۔

جس وقت موت کا وقت نزدیک آپہنچا۔ کالنجر فتح کرنے کا ولولہ اُٹھا۔ قریب پہنچکر محاصرہ کر لیا اور قلعہ کے ارد گرد خس و خاشاک سے ٹیلے بنائے گئے۔ اور بارود کے ڈبوں میں آگ لگا کر قلعہ میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اتفاقاً ایک ڈبہ قلعہ سے ٹکرا کر دوسرے ڈبوں پر آگرا۔ اکثر لشکر

جل کر نابود ہوگیا۔ چونکہ شیر شاہ بھی نزدیک تھا۔ اسی آگ میں جلتے ہوئے قلعہ کو فتح کرو کہتے کہتے اس جہان سے رخصت ہوا۔ اسی روز قلعہ بھی فتح ہوگیا۔ بیس سال سے کچھ زیادہ حکومت کی جس میں سے پندرہ برس بادشاہوں کی ملازمت میں رہ کر اور پانچ برس خاص اپنی بادشاہی میں گذرے

اسلام شاہ عرف سلیم شاہ

سلطنت کے قبل اس کا نام جلال خاں تھا۔ شیر شاہ کے انتقال پر شہزادہ کلاں عادل خاں بہت دور رنتھور میں ہونے کی وجہ سے شہزادہ جلال خاں کو پٹنہ سے طلب کیا گیا۔ اور وہ فوراً قلعہ کالنجر میں پہنچکر ۹۵۲ھ میں تخت آرا ہوا اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا۔ اور برادر کلاں کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ فتنہ و فساد دُور کرنے کی خاطر یہ جرأت کی گئی ہے۔ حقیقت میں بجز اطاعت کے دوسری بات منظور نہیں۔ مگر عادل خاں نے کچھ شبہ ظاہر کیا۔ اور چار اُمراء کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب عادل خاں پہنچا جلال خاں نے وعدہ ایفائی کی لیکن اس نے انکار کیا۔ اور اسلام شاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھلادیا۔ پھر بیانہ واپس ہوگیا ؎

واقعات اور لڑائیاں

(۱) اسلام شاہ باوجود اسقدر اطاعت کے مطمئن نہ ہوا اور بعض امراء کی بے اتفاقی سے اندیشہ مند رہتا تھا۔ لہذا غازی خان محلی کے ہاتھ زنجیر طلائی بھیجی کہ عادل خان کو مقید کرلائے لیکن عادل خاں اس راز سے واقف ہوکر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خواص خاں کے پاس گیا۔ اور اسلام شاہ کی بدعہدی بیان کی۔ چنانچہ خواص خاں معہ دوسرے اُمراء کے عادل خاں کی رفاقت میں کمر باندھ کر لشکر لیکر آگرہ کو چلا۔ لیکن وہاں پہنچکر خواص خاں اور عادل خاں شکست کھا گئے ـــ اس جنگ کے بعد عادل خاں لاپتہ ہوگیا اور خواص خان بھی کہیں بھاگ گیا۔ قطب خان اور چار بداندیشوں کو جو عادل خان کے اغوا میں شریک تھے گوالیار میں مقید کیا گیا۔

(۲) اگرچہ اسلام شاہ رعیت پرور و عدل گستر تھا لیکن امیر اور سپاہی ہمیشہ اسکے [illegible] تنگ

تھے۔ اسی بنا پر لاہور میں اعظم ہمایوں سرکش ہو بیٹھا اور متصل انبالہ کے صف آرائی کی اور شکست کھا کر فرار ہوا اور چند روز کے بعد پھر دھنکوٹ میں فساد برپا کرنے لگا۔ اس لئے خواجہ اویس کو اسکی سزا کے لئے مقرر کیا گیا۔ مگر اعظم ہمایوں نے خواجہ اویس کو شکست دی۔ اور سرہند تک چڑھ آیا لہذا اسلام شاہ بیکراں لشکر لیکر عازم ہوا۔ اعظم ہمایوں مقابلہ کی تاب نہ لاکر دھنکوٹ میں محصور ہوا اور یہاں سے شکست کھا کر کھکروں میں جا چھپا۔ اسلام شاہ بھی تعاقب کرتے ہوئے کھکروں تک پہنچ گیا۔ بارہا سلطان آدم والئے کھکروں سے لڑائی رہی۔ بالآخر والئ کھکروں نے معافی مانگی اور اعظم ہمایوں کو شہر بدر کیا۔ چنانچہ وہ کشمیر چلا گیا۔ اسلام شاہ کی واپسی میں میرزا کامران سے ملاقات ہوئی۔ جو ہمایوں بادشاہ سے شکست کھا کر مدد کی آرزو میں ہندوستان پہنچا تھا۔ مگر اسلام شاہ نے بے مروتی کی جس کی وجہ سے کامران کو بھاگنا پڑا۔

القصہ جس وقت اسلام شاہ دہلی پہنچا ہمایوں بادشاہ کی آمد آمد کی خبر ہوئی اور اسلام شاہ بھی تیاری میں مصروف ہوا۔ یہ واقعہ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ ہمایوں کامران مرزا کو مقید کر کے کابل واپس لوٹ گیا۔ اسلام شاہ کو مغلوں کے آنے کا ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس لئے لاہور کو برباد کر کے مانکوٹ بسانے کا خیال پورا نہ ہوا جب گوالیار پہنچا تو چند مقام کرنا پڑا

شیر شاہی تاریخ کا مؤلف رقمطراز ہے۔ کہ اسلام شاہ کے زمانے میں ایک لانامی فقیر مجلس عام میں بیٹھا کرتا تھا جس کو اسلام شاہ پابند شریعت نے بارہا روکا۔ اور ایک دفعہ اس کو جلا دینے کی دھمکی دی جس کے جواب میں فقیر نے اسلام شاہ کے جل جانے کی بددعا دی۔ چنانچہ دوسرے ہی روز اسلام شاہ کے مقعد پر دانہ نمودار ہوا جس کی جلن کی تاب نہ لاکر تیسرے روز انتقال کر گیا۔

(۱) یہ شخص بھی باپ کی مانند جہانداری کا پابند تھا۔ (۲) شیر شاہ کی تعمیر کردہ سرائے میں ایک ایک سرائے کا اور اضافہ کیا اور بدستور مسافروں کا کھانا مقرر تھا۔ (۳) قانون گویوں کو پرگنہ وار مقرر کیا جن کے ذمہ تیاری کاغذات۔ درستگی رعایا۔ مزراعت کی افزونی وغیرہ وغیرہ کام سپرد تھے

مدت حکومت آٹھ برس دس ماہ آٹھ روز ہے ؛

فیروز شاہ

اسلام شاہ کے انتقال کے بعد ارکان دولت نے اس کے فرزند فیروز خان کو دس برس کی عمر میں تخت نشین کیا۔ اسلام شاہ زندگی میں اپنی بی بی بائی سے اسکے بھائی کے تدارک کے لئے اکثر کہا کرتا تھا مگر بی بی بائی نے عاجزی اور منت سے اکثر اس کا چھٹکارا کیا۔ اب بی بی بائی کے بھائی مبارز خان نے میدان خالی پاکر فیروز شاہ کے قتل پر کمر باندھی۔ اور محل میں گھس آیا۔ ہر چند بی بی بائی نے عاجزی کی۔ رویا پیٹا۔ حتیٰ کہ فیروز شاہ کو لیکر کہیں دور نکل جانے کو بھی کہا۔ مگر اس ظالم نے ایک نہ مانی۔ اور فیروز شاہ تین دن کی سلطنت برائے نام کرنے کے بعد قتل کردیا گیا ؛

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارز خان

مبارز خاں ۹۶۰ھ میں تخت پر بیٹھا سلطان محمد عادل لقب اختیار کرکے سکہ و خطبہ اپنے نام سے جاری کیا۔ اور بہت ہی سخاوت میں مصروف ہوا۔ خواص خان کے چھوٹے بھائی شمشیر خان کو جو شیر شاہ کے غلام کا بچہ تھا وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور ہیموں بقال خوش قسمتی سے معتمد علیہ بنایا گیا چند روز تک بسنت رائے رہا۔ اور بعد ازاں راجہ بکرماجیت کا خطاب حاصل کیا۔ کل امورِ سلطنت ہیموں کے قبضہ میں تھے۔ سلطان عدلی کی طرف سے ہیموں نے بائیس لڑائیاں کیں اور مظفر و منصور ہوا۔ چند دن کے بعد پٹھانوں نے سلطان محمد عادل کی مخالفت کی اور باغی ہوگئے۔

(۱) تاج خاں سلیمان کلاں کا بھائی منحرف ہوا لیکن شکست کھائی۔ (۲) ابراہیم خان نور سلطان کا سالا اکثر امراء کو متفق کرکے دہلی کے اطراف پر قبضہ جما بیٹھا جس سے سلطان

بیتاب ہوکر قلعہ چناڑہ کو چلا گیا۔ (۳) احمد خاں سور نے جو سلطان کا دوسرا سالا تھا۔ اپنا خطاب سکندر خاں رکھا اور ابراہیم خاں پر فوج کشی کی۔ باوجود قلیل فوج کے ابراہیم خاں کو شکست دی۔ اور دہلی و آگرہ پر متصرف ہو گیا۔ (۴) ہیموں نے بادشاہ محمدؐ عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم خاں کو مزید شکست دی۔ اور وہاں سے باغی محمدؐ سوری حاکم بنگالہ پر چڑھائی کی۔ اور محمدؐ خاں مارا گیا۔ چونکہ سکندر خاں دہلی و آگرہ پر قابض تھا مصلحت نہ دیکھکر بنگال واپس ہوا۔

عدلی شاہ یا سلطان محمدؐ عادل شاہ نے قریب دو سال حکومت کی ؛

ہمایوں بادشاہ کی ہندوستان کو دوبارہ واپسی

دورِ ثانی اور ہندوستان کی فتح

جب ہمایوں کو ہندوستان کی طوائف الملوکی کی خبر پہنچی تو ۹۶۲ھ میں منعم خان کو کابل کی حکومت حوالہ کر کے ہندوستان کا رُخ کیا۔ شہزادہ محمدؐ اکبر بھی ہمراہ تھا۔ کل تین ہزار سوار ساتھ لیکر براہ کوہ پہ لاہور پہنچا۔ یہاں کے پٹھانوں نے ہیبت زدہ ہو کر بے لڑے بھڑے لاہور کو ہمایوں بادشاہ کے حوالے کر دیا۔ لاہور سے بیرم خان خانخاناں کو کافی فوج کیساتھ جالندھر وغیرہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ خانخانان لڑتے بھڑتے سرھند تک پہنچ گیا۔ اس وقت سلطان سکندر خاں کو اس کی خبر ہوئی۔ اور فوراً اسی ہزار سوار لیکر سرہند کے قریب پہنچا۔ ادھر خانخاناں نے ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں مفصّل احوال کا عریضہ روانہ کیا ہمایوں باوجود بیماری کے سرہند پہنچا۔ اور متواتر چالیس دن لڑائی کے بعد فتح نصیب ہوئی۔ اور سکندر خاں مانکوٹ بھاگ گیا۔

ہمایوں بادشاہ نے شاہ ابوالمعالی کو لاہور میں مقرر فرمایا۔ کہ سکندر خاں کو پہاڑوں سے بھگا دیا جائے اور پنجاب کی مہم سر کرے۔ خود بدولت سرہند سے روانہ ہو کر دہلی میں

جلوس فرمایا اور اکثر ہندوستان کے صوبوں کو قبضہ میں لاکر سکّہ وخطبہ اپنے نام سے جاری کردیا سال بھر عیش سے گذر گیا۔ اس وقت سکندر سلطان کی دست درازی کی خبر ملی۔ اور شاہ ابوالمعالی ہمراہیوں کی بدسلوکی کی وجہ سے غنیم پر فتح نہ پاسکا۔ تو اپنے فرزند محمدؐ اکبر کو مع خانخاناں بیرام خان کے روانہ کیا۔ اور سلطان سکندر شاہزادہ کی آمد کی خبر سُنکر قلعہ مانکوٹ میں جا بیٹھا ؛

ہمایوں بادشاہ کو علم نجوم سے زیادہ شوق تھا۔ اس لئے ایک دن جبکہ زہرہ کے طلوع کا شبہ تھا۔ شام کے وقت اس ستارے کے دیکھنے کو کتب خانہ کی چھت پر گیا۔ اور اُترنا چاہتا تھا کہ موذن نے نماز کی بانگ دی۔ اور ہمایوں بادشاہ نے نماز کی تعظیم کو دوسرے زینہ پر بیٹھنا چاہا۔ کہ چوب دستی نے لغزش کھائی اور ہمایوں سر کے بل لڑھکتے زمین پر آگرا۔ چوٹ سخت تھی۔ ہر چند طبیبوں نے معالجہ کیا۔ کچھ نہ ہوا۔ آخر کار بہشت بریں کو روانہ ہوا۔ نعش معزالدین کیقباد کے کیلوگھری میں مدفون ہوئی اور اس پر شاندار عمارت بنائی گئی۔

ہمایوں نے پہلی مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس ماہ حکمرانی کی ؛

ابوالفتح جلال الدین محمّد اکبر بادشاہ

جس وقت ہمایوں بادشاہ نے رحلت فرمائی۔ اس وقت شہزادہ محمدؐ اکبر کلانور میں سکندر کی گوشمالی کے لئے رونق افروز تھا۔ لیکن جب اس واقعۂ ناگزیر کی خبر پائی۔ رسم تعزیت کے بعد جمعہ کے روز بوقت دوپہر تیسری ربیع الثانی ۹۶۳ھ کو اورنگ نشین خلافت ہوا۔ اس وقت اکبر کی عمر تیرہ برس آٹھ ماہ اٹھائیس روز کی تھی۔ بیرام خاں خانخاناں مدار المہامی پر سرفراز ہوا اور جملہ امور کا اختیار اسکے ہاتھ میں تھا۔ جشن جلوس سے فراغت پانے کے بعد سکندر کی سرکوبی کے لئے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن موسم برسات کی وجہ سے مراجعت کرکے جالندھر میں مقیم ہوا۔ اب دہلی اور آگرہ کی سُنئے ہیموں بقّال جس کو حکومت کا غرّا تھا ہمایوں کی موت کی خبر پاکر موقع پر نازل ہوا اور اُمرائے شاہی کو شکست دے کر آگرہ اور دہلی دبا بیٹھا۔ یہ خبر جالندھر میں اکبر کو ملی۔ ذہانت کا پُتلا تھا۔ فوراً سکندر سلطان کی مہم چھوڑ کر عازم دہلی ہوا اور راستے میں

اطراف واکناف کے اُمرا بموجب حکم حاضر ہوئے۔ اکبر نے سکندر خان اوزبک کو لشکر دے کر بطور منقلا آگے چلنے کا حکم دیا اور خود آہستہ سے پیچھے روانہ ہوا۔ ہیموں کو جب لشکر کی عزیمت کی خبر ملی۔ خود بھی دہلی سے غرور میں روانہ ہوا اور پانی پت پہنچکر مورچہ بندی شروع کر دی۔ فوج اکبری جو آگے رواں چلی جاتی تھی۔ پانی پت پہنچی اور جسارت کر کے توپخانہ کو اپنے قبضہ میں لائی۔ ہیموں دل کڑا کر کے گرم جنگ ہوا۔ شاہی لشکر کو شکست ہوئی اس وقت ہیموں نے اپنا سر ہودج سے باہر نکالا تاکہ فوج جمع کر کے تعاقب کیا جائے مگر کسی مغل نے ایسا تیر مارا کہ ہیموں کی آنکھ میں لگا۔ درد کے مارے ہیموں نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا۔ فوج ہیموں کو نہ پا کر سراسیمہ ہوگئی اور فرار ہونے لگی۔ پھر کیا تھا شاہی لشکر نے لوٹ مار مچادی۔ ادناگاہ شاہ قلی خاں ہیموں کے ہاتھی کے نزدیک پہنچا۔ فیلبان کو قتل کیا چاہتا تھا۔ مگر اس نے ڈر کے مارے ہیموں کو بتلا دیا پس شاہ قلی ہیموں کو گرفتار کر کے راستے ہی میں اکبر شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہیموں کو دست بستہ حاضر کیا۔ سب ملازمین شاہی نے ہیموں کو دست مبارک سے قتل کرنے کے لئے عرض کیا۔ مگر اکبر نے قیدی کے قتل کو مردانگی سے دور بتایا۔ آخر بیرام خاں نے اپنی تلوار سے اس کا سر کاٹ ڈالا۔ اس واقعہ کے ساتھ ہی اکبر نے دہلی پہنچکر نئے سرے سے جلوس کیا۔ امرائے دولت کو خطاب و جاگیرات عطا فرما کر انتظامات کے لئے روانہ کیا۔ اور مولانا ناصر الملک تسخیر میوات کے لئے روانہ ہوئے ۔

فتح مانکوٹ اور سلطان سکندر کا اخراج

جس وقت اکبر کو سلطان سکندر کے پنجاب میں غدر مچانے کی خبر لگی۔ فوراً کوچ کیا۔ اور قصبہ دھمیری میں جسے اب منصور پور کہتے ہیں۔ رونق بخشی۔ نگرکوٹ اور دوسرے کوہستانی راجے حاضر ہو کر شرف یاب ہوئے۔ یہاں سے مانکوٹ پہنچا۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ سلطان سکندر کو ہیموں وغیرہ کی شکست اور قتل کی خبریں معلوم ہو گئی تھیں عاجز ہو کر کسی ملازم شاہی کو بھیجکر دربار میں بلوانے کی درخواست کی۔ اکبر نے مولینا ناصر الملک وغیرہ کو لینے کے لئے روانہ کیا۔ تو پھر عرض کیا کہ میں منہ دکھلانے کے قابل نہیں ہوں۔ بالفعل اپنے لڑکے کو دربار میں بھیجتا ہوں۔ پھر میں خود حاضر ہونگا۔ اکبر نے اس درخواست

کو بھی منظور کیا۔ اور اس کے لڑکے کو اپنے دربار میں رکھا۔ اور سکندر کو پٹنہ جا کر پٹھانوں سے وہ ولایت اپنے قبضہ میں لانے کے لئے اجازت دیدی۔ چنانچہ سلطان سکندر پٹنہ پہنچا۔ اور دو برس کے بعد ملک عدم کو روانہ ہوا۔

بیرام خان کی بدعنوانیاں اور انجام

چونکہ اکبر تقاضائے سن کی وجہ سے امور سلطنت میں کم متوجہ ہوتا تھا۔ اس لئے بیرام خان خانخاناں کل امور میں دست انداز تھا۔ اور اپنے آپ کو سلطنت کا پورا مالک تصور کرتا تھا۔ چنانچہ اس خیال نے اس کو گستاخ کر دیا۔ اور بادشاہ کی بلا اجازت یزدی بیگ خان امیر کبیر کو مار ڈالا۔ اور مصاحب خان و مولینا ناصر الملک کے ساتھ بھی تکلیف دہ حرکتیں کیں۔ کئی ایک ملازمان شاہی کو بلا دریافت قتل کروا دیا۔ چنانچہ اکبر ان واقعات سے تنگ آکر شکار کے بہانہ سے دہلی پہنچا۔ اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ اور جملہ امراء و حکام سلطنت کے نام فرمان جاری کیا۔ کہ خاطر اقدس بیرام خاں سے متغیر ہے۔ جسے اطاعت منظور ہو حاضر بارگاہ ہو جائے۔ پس تمام اُمراء حاضر ہو گئے اور بیرام خاں اس خبر سے چوکنا سا ہو گیا۔ اور عجز و انکساری سے عرضداشت کی۔ اکبر نے جواباً مکہ شریف کو چلا جانے کا حکم دیا۔ بیرام خاں حجاز کے بہانے سے پنجاب پہنچا۔ اور اکثر اُمراء کو اکبر کے خلاف اُکسانا گیا۔ اکبر بادشاہ نے اس خبر کے پاتے ہی نصیحت کا فرمان نافذ کیا۔ مگر بیرام نے نہ مانا۔ اور بیکانیر چلا گیا۔ پھر پنجاب واپس لوٹ کر آمادۂ پیکار ہوا۔ میر شمس الدین محمد خاں اتکہ کو مدافعت کے لئے مقرر کیا گیا۔ دونو لشکر آپس میں خوب لڑے۔ فوج شاہی کی فتح ہوئی۔ بیرام خاں نے بھاگ کر کوہ سوالک پر دم لیا۔ اکبر جو پیچھے آ رہا تھا۔ اس خبر کو سنکر خوش ہوا اور لاہور پہنچا۔ چند روز کے قیام کے بعد بیرام خان پر چڑھائی کی۔ اور مقام تلواڑہ کے نزدیک کوہ سوالک پہنچکر بیرام خاں کو شکست دی۔ بیرام نے عاجز آ کر عذر خواہی کی۔ اور مکہ طیبہ کی اجازت چاہی جو دیدی گئی۔

بیرام خاں نے احمد آباد گجرات سے پٹنہ پہنچکر آرام لینا چاہا۔ کہ مبارک خان نے جس کا باپ

بیرام خان سے لڑائی میں مارا گیا تھا۔ بدلہ لینے کی ٹھانی اور موقعہ پاکر شہید کر دیا۔ اور اس کی نعش شیخ نظام الدین کے مزار میں دفن کی گئی اور بعد میں اس کی ہڈیاں مشہد مقدس میں پہنچائی گئیں۔

اکبر نے دہلی میں میرزا عبدالرحیم فرزند بیرام خان کو جس کی عمر تین سال کی تھی۔ سرفراز کیا۔ اور سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد مرزا خانی کا خطاب عطا ہوا۔ جب میرزا عبدالرحیم نے اچھی اچھی خدمتیں انجام دیں۔ فرزند برخوردار خانخاناں کو سپہ سالار کا خطاب اور منصب پنجہزاری عطا فرمایا۔ گجرات ٹھٹھہ اور دکن اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور راجہ ٹوڈرمل کے بعد وزارت خانخاناں کے سپرد ہوئی ۔

تسخیر مالوہ

باز بہادر (ولد شجاعت خان مشہور شجاع ول خان امرائے شیر شاہی) مالوہ کا حاکم تھا۔ زیادہ عیاش واقع ہوا۔ چنانچہ اس زمانے کی مشہور عورت روپ متی کے عشق میں مبتلا تھا۔ اکبر کو جب اسکے عیش و عیاشی کی خبر ملی۔ ادھم خان کو تسخیر مالوہ کے لئے روانہ فرمایا۔ باز بہادر شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور روپ متی ادھم خاں کے ہاتھ لگی۔ چونکہ ہندوستان کی رسم کے موافق تمام معشوقوں کو قتل کر دیا گیا جس میں روپ متی بھی شامل تھی۔ ہنوز روپ متی میں دم باقی تھا۔ کہ ادہم خاں پہنچ گیا اور اپنے قبضہ میں روپ متی کو کیا حسب استدعا تندرست ہونے تک ایک فقیر کے پاس رکھا۔ چنانچہ روپ متی تندرست ہو کر باز بہادر کی وفاداری میں کافور پھانک کر ہمیشہ کے لئے سو گئی ۔

سلاطین مالوہ کے حالات

مالوہ ایک نہایت وسیع ملک ہے۔ اور اس پر راجہ بکرماجیت و راجہ بھوج وغیرہ جیسے بادشاہوں نے حکمرانی کی ہے سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں ظہور اسلام ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے سے یہ ملک بادشاہان دہلی کے تخت میں آیا سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے دلاور خان کو مالوہ پر متعین کیا تھا۔ لیکن محمد شاہ کے انتقال کے بعد ہر طرف بغاوت پھیل گئی۔ چنانچہ دلاور خان

نے بھی اس موقعہ سے مستفید ہو کر مالوہ پر قبضہ جما لیا۔ اس کی حکومت چھبیس برس رہی۔ بعد ازاں سلطان ہوشنگ اس کا فرزند ۱۳ برس اور سلطان محمود بن ہوشنگ ۲۳ برس۔ سلطان محمد خلجی امیر الامرائے سلطان ہوشنگ نے جس کی بہن کا نکاح سلطان محمود سے ہوا تھا۔ زہر دیکر محمود کو ٹھکانے لگایا۔ اور خود حاکم ہوا۔ ۳۴ سال حکومت کی۔ پھر سلطان غیاث الدین فرزند محمد خلجی ۳۰ برس اور سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین ۴ برس کچھ ماہ اور سلطان محمود بن ناصر الدین نے ۲۲ برس تک حکومت کی۔ سلطان بہادر شاہ والئی گجرات سلطان محمود کو قتل کر کے مالوہ پر قابض ہو گیا۔ اور ۶ سال حکومت کی۔ ملو قادر شاہ امیر کبیر نے پھر اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا اور کل ۶ برس کچھ ماہ حکومت کی۔ پھر شجاعت خاں نائب شیر شاہ نے ۱۲ برس حکومت کی۔ باز بہادر ۲ سال کچھ ماہ حاکم رہا۔ اسکے بعد ادہم خان جو اکبر کی جانب سے بھیجا گیا تھا۔ باغی ہو کر مالوہ کا حاکم بن بیٹھا اکبر نے خود اس جانب رُخ کیا۔ اور ادہم خاں کو خبر ہو گئی۔ بادشاہ کی خدمت میں سارنگ پور پیادہ پا دوڑ کر حاضر ہوا اور نذر گذاری۔ بادشاہ ادہم خاں کو حسب سابق مامور فرما کر آگرہ واپس ہوا۔ چند روز بعد عبد اللہ خان کو حاکم بنایا گیا۔ اور ادہم خاں حضوری میں آیا۔ نشہ جہالت و غرور کی وجہ سے شمس الدین محمد خان کو کچھ تکرار پر قتل کر ڈالا۔ اور بادشاہ کے قتل میں چلا تھا۔ کہ اکبر نے حرم سرا سے باہر ہو کر ایک گھونسہ رسید کیا۔ اور بموجب حکم قلعہ پر سے نیچے گرا دیا گیا ؎

کہکران کی فتحیابی

یہ ولایت کشمیر میں داخل تھی۔ سلطان محمود غزنوی نے فتح کر کے کہکر نام ایک امیر کو سپرد کیا اور اس کی نسل کہکر کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور حکمران رہی۔ شیر شاہ اور اسلام شاہ نے مدت دراز تک تسخیر کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ آخر اسلام شاہ نے صلح کی۔ اور دھوکے سے وہاں کے حاکم باربک اور اسکے لڑکے کو گوالیار میں مقید کیا۔ اور حاکم باربک کے بھائی سے مجبور ہو کر باربک اور اس کے لڑکے کمال خاں کو قید خانہ میں اڑا دیا۔ لیکن کمال خان بچ گیا

اور اکبری دربار میں آگرہ پہنچکر ملازم ہؤا اور کارہائے نمایاں کی وجہ سے باربک کے بھائی سلطان آدم کو شکست دلوا کر کمال خاں کو کھکر عطا فرمایا۔

اسی زمانہ میں اکبر کو نظام الدین اولیا کی زیارت سے لوٹتے ہوئے فتلق غلام نے شرف الدین حسین میرزا کے اشارہ سے تیر کا نشانہ بنایا۔ ایک بالشت کا زخم آیا لیکن ایک ہفتہ کے بعد اکبر نے غسل صحت فرمایا۔

قتل شاہ ابوالمعالی

یہ شخص ہمایوں بادشاہ کے عہد میں مقرب درگاہ ہؤا۔ اکبر بادشاہ نے جس وقت کلانور میں جلوس فرمایا۔ حاضر دربار نہ ہؤا۔ آخر بیرام خاں خانخاناں نے دم دلاسے سے بلوا کر لاہور میں مقید کیا۔ لیکن ابوالمعالی قید سے بھاگ گیا۔ پھر گرفتار ہو کر قلعہ بیانہ میں قید کیا گیا۔ لیکن بیرام خان خانخانان کی بغاوت نے اس کو قید سے رہائی دی۔ یہ مکہ چلا گیا۔ لوٹ کر کابل پہنچا اور ماہ جوجک بیگم محمد حکیم مرزا کی ماں کو دھوکہ دیکر اس کی لڑکی سے شادی کی اور بیگم کو قتل کر کے حاکم بن بیٹھا۔ مرزا سلیمان حاکم بدخشاں نے اس خبر سے برافروختہ ہو کر ابوالمعالی کا مقابلہ کیا۔ لیکن یہ بھاگ گیا اور موضع چاریکاراں میں مقید کیا گیا۔ بعد ازاں حاکم بدخشاں نے محمد حکیم مرزا سے اپنی لڑکی کی شادی کی۔ اور حاکم کابل مقرر کر کے بدخشاں لوٹا۔ ابوالمعالی محمد حکیم مرزا کے پاس بھیجا گیا۔ جس کو مرزا نے اپنی ماں کے قصاص میں قتل کرا دیا۔

کرکہ (گوندوالا) کی فتح

قبل اس کے کسی مسلمان بادشاہ نے اس ولایت پر فتح نہیں پائی تھی۔ راجہ دلیپ کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا بیر نرائن پانچ برس کی عمر میں قائمقام ہؤا اور رانی درگاوتی اپنے لڑکے کی خوردسالی کی وجہ سے حکمران تھی۔ اکبر نے آصف خاں اور عبدالمجید وزیر خاں کو فوج کشی کا حکم دیا

رانی درگاوتی جو دلیری اور دانائی میں شہرۂ آفاق تھی۔ مسلح ہو کر مقابل ہوئی۔ لیکن اپنی فوج کو پسپا ہوتے دیکھکر خودکشی کی۔ چنانچہ ولایت گڑھ آصف خاں کے قبضہ میں آئی اور بیشمار دولت ہاتھ لگی۔ جس کی وجہ سے آصف خاں باغی ہو گیا۔ آخر کو لاچار ہو کر درِ دولت پر حاضر ہوا اور چتوڑ وغیرہ مہموں میں کارہائے نمایاں کئے ؛

قلعہ اکبر آباد کی تعمیر

دسویں سال جلوس مطابق ۹۷۳ھ میں قلعہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ روزانہ چار ہزار مزدور و کاریگر اس دلکشا عمارت کے بنانے میں مصروف رہتے تھے۔ اور آٹھ سال کے عرصے میں قلعہ اور شہر اکبر آباد تعمیر کیا گیا۔ جو ہندوستان کے وسط میں واقع ہے اور پرفضا ہوا رکھتا ہے ؛

قتل علی قلی خاںؒ و بہادر خان ؒ

ہمایوں بادشاہ جب طہماسپ شاہ سے کمک لیکر لوٹا تھا۔ حیدر خاں مع اپنے دونوں بیٹوں علی قلی خاں اور بہادر خاں کے ہمایوں کے ساتھ تھا۔ حیدر خاں مر گیا۔ اور ہمایوں نے ان دونوں کو مقرب بارگاہ کیا۔ اور ہمایوں بادشاہ کے مرجانے کے بعد اکبر بادشاہ نے کارہائے نمایاں کی وجہ سے علی قلی خاں کو سنبھل سے اودھ تک ملک بخشا اور خانی خطاب عطا کیا۔ دوسرے بھائی بہادر خاں نے بھی اچھی خدمات انجام دیں۔ اور وکیل سلطنت بنا دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ باغی ہو کر خلاف مرضیٔ شاہ کام کرنے لگا۔ ایسا ہی علی قلی خاں نے بھی بغاوت ظاہر کی۔ اکبر نے چند مرتبہ دونوں کے قصور معاف کئے اور انہیں ہوش نہ آیا۔ آخر اکبر یلغار کر کے پرگنہ سکرور پہنچا۔ دونوں بھائیوں نے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ اور قتل کئے گئے۔ تیسرے سال جلوس سے گیارھویں سال تک ان دونوں مفتریوں نے ایک اُدھم مچا رکھا تھا۔ اور بارھویں سال کے آغاز میں سزائے بدکرداری کو پہنچے ؛

مرزاؤں کی شورش اور تسخیر گجرات

ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا اور مسعود حسین میرزا اور عاقل حسین میرزا ولد محمد سلطان میرزا جاگیر دار پرگنہ اعظم پور و سنبھل خان زمان (علی قلی خان) اور بہادر خاں کے ساتھ مل کر شورشیں برپا کرنے لگے۔ جب اکبر علی قلی خاں اور بہادر خاں کے قتل سے فارغ ہو کر پنجاب پہنچا تو ان مرزاؤں نے دہلی تک لوٹ مار کی۔ اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس خبر کے پاتے ہی اکبر واپس ہوا اور مرزاؤں نے مالوہ پہنچکر قبضہ کر لیا۔ اکبر نے فوج کشی کی۔ اور مرزاؤں نے شکست کھائی اور چند روز بھاگتے ہوئے ادھر ادھر گذارے۔ آخر موقع پاکر قلعہ چاپانیر۔ سورٹھ اور بھڑوچ پر قبضہ جمالیا۔ سلطان محمود حاکم گجرات کے مرنے کے بعد سے گجرات کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ اس لئے شاہ اکبر مرزاؤں کی گوشمالی اور گجرات کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ اعتماد خاں خواجہ سرا مدار علیہ گجرات نے بغیر لڑنے بھڑنے کے گجرات اکبر کے حوالے کیا چنانچہ میرزا عزیز کوکلتاش ولد خان اعظم شمس الدین محمد اتکہ کو صوبہ دار گجرات بنایا گیا۔ اور لوٹتے ہوئے مرزاؤں کو شکست دی۔ اور سورٹھ کی فتح سے مطمئن ہو کر احمد آباد آیا۔ ابراہیم حسین اور مسعود حسین نے اکبر کو احمد آباد میں پاکر دہلی آکر سنبھل کو چل دیئے اور بارہا شاہی فوج اور صوبہ داروں سے برسرپیکار رہے۔ لیکن ہر وقت شکست کھائی۔ محمد حسین میرزا نے جو دکن میں چھپ گیا تھا۔ گجرات کا محاصرہ کیا۔ اور کوکلتاش مجبور ہو گیا تھا۔ کہ اکبر خبر پاکر فوراً روانہ ہوا اور محمد حسین کو شکست دیکر قتل کر دیا گیا — بعد میں مظفر حسین مرزا فرزند ابراہیم حسین میرزا بھی مقید ہو گیا۔ چند سال کے بعد خان اعظم کے عوض اعتماد خاں گجراتی کو حکمران بنایا گیا۔ سلطان مظفر عرف ننھو جو سلطان بہادر کی اولاد سے تھا۔ قابو پاکر بغاوت کی اور اعتماد خاں سے لڑکر غالب ہوا اور اپنے نام کا سکہ و خطبہ بھی جاری کر دیا۔ جب اکبر کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان کو حاکم بنا کر روانہ کیا۔ مرزا خان نے چڑھائی کی اور سلطان مظفر شکست کھاکر بھاگا۔ مرزا خان نے تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ سلطان دکن کو

بھاگ گیا۔ اس کارنمایاں کے عوض مرزا خان کو پنجہزاری منصب عطا ہوا اور جب اعظم خان کوکلتاش حاکم گجرات بنا کر بھیجا گیا۔ تو سلطان تیس ہزار فوج جمع کر کے اعظم خان پر ٹوٹ پڑا لیکن پھر بھی بھاگنا پڑا۔ دوسرے سال خان اعظم نے جوناگڈھ۔ سومنات۔ دوارکا اور دیگر بندرگاہ و کچھ کو قبضہ میں لایا جہاں کے مرزاؤں نے اطاعت قبول کی اور سلطان مظفر کو مقید کیا تاکہ روانہ بارگاہ حضور کرے۔ مگر روانگی کے قبل سلطان نے وضو کے بہانے سے گلے پر استرہ پھیر لیا اور ہمیشہ کے لئے دنیا سے مُنہ موڑا ؎

سلاطین گجرات

سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں اس کا بھتیجا سلطان فیروز شاہ ایک دن دہلی سے شکار کی خاطر چلا تھا۔ کہ لشکر سے دُور تھانیسر کے نزدیک کسی گاؤں میں جا پہنچا۔ وہاں کے مقدم نندا نے فیروز شاہ کی بہت آؤ بھگت کی۔ اس لئے سلطان نے نندا کو مسلمان کیا اور وجیہ الملک کا خطاب عطا فرمایا۔ سلطان فیروز شاہ کے بعد جب اس کا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ وجیہ الملک کے لڑکے ظفر خاں کو اعظم ہمایوں کا خطاب دے کر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا۔ ظفر خاں نے گجرات پہنچکر وہاں کے حاکم نظام مفرح راستی خان جس کے ظلم سے رعایا تنگ تھی، شکست دی۔ اور اس کو قتل کر کے حاکم ہو گیا۔

۷۹۶ھ میں جب محمد شاہ نے انتقال کیا۔ امور سلطنت میں خلل واقع ہوا تاتار خان بن ظفر خان جو سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا۔ اقبال خاں کے غلبہ سے دہلی چھوڑ کر بھاگا۔ اور گجرات میں باپ کے پاس پہنچ گیا۔ اسی زمانے میں امیر تیمور نے دہلی میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان ناصر الدین محمود بھی گجرات بھاگ گیا لیکن مایوس ہو کر قنوج میں مقیم ہوا حشر تیموری کے ختم ہونے کے بعد ہی اقبال خاں پھر دہلی پر قابض ہو گیا۔

تاتار خاں نے اقبال خاں قابض دہلی سے بدلہ لینے کے لئے باپ سے مدد چاہی مگر

باپ نے خود سلطنت سے دستکش ہو کر حکومت سلطان محمد عرف تاتار خاں کے سپرد کی مگر اس کے وزیر شمس الدین جو اعظم ہمایوں ظفر خاں کا بھائی تھا۔ اُس نے سلطان کو زہر دیدیا۔ ایام سلطنت دو مہینے چند روز۔ اس کے بعد پھر سلطان مظفر شاہ عرف ظفر خاں اعظم ہمایوں نے تین سال آٹھ ماہ حکومت کی۔ سلطان احمد شاہ خلف سلطان محمد شاہ نے ۳۲ برس چھ مہینے حکومت کی یہی شخص احمد آباد کا بانی ہے۔ اور سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ ۷ برس چار ماہ اور سلطان قطب الدین احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ سات برس چھ ماہ اور سلطان داؤد شاہ بن قطب الدین سات روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس اور سلطان مظفر شاہ کے لڑکے نے ۱۴ برس ۹ ماہ اور سلطان سکندر شاہ اس کے لڑکے نے ۲ ماہ ۱۶ روز اور اس کے لڑکے سلطان محمود شاہ نے ۴ ماہ۔ اس کے لڑکے سلطان بہادر شاہ جو نصیر الدین ہمایوں بادشاہ سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا۔ گیارہ برس سلطنت کی۔ سلطان میراں محمد شاہ جو بہادر شاہ کا بھانجا تھا۔ موقع غنیمت پا کر حاکم ہو گیا۔ اور ایک ماہ ۱۱ روز حکومت کی۔ پھر سلطان محمود شاہ بن لطیف خاں بن سلطان مظفر شاہ ۱۶ سال اور سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ بانی احمد آباد کے خاندان سے تھا۔ ۴ سال یا آٹھ سال حکومت کی۔ سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود شاہ بن لطیف خاں بن سلطان مظفر شاہ نے ۱۲ برس حکومت کی۔

ابتدائے ۸۰۸ھ سے ۹۸۰ھ تک ایک سو چھہتر برس گجرات کی ولایت دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی۔ جس کے بعد اکبر بادشاہ نے اپنے قبضہ میں کی۔

خان اعظم کی مکہ کو روانگی

خان اعظم کو کلتاش باوجود عنایات کے اکبر سے آزردہ رہتا تھا۔ خصوصاً ابوالفضل سے خصومت تھی۔ آخر زیادہ آزردہ ہو کر گجرات سے روانہ مکہ ہوا اور راستے میں ایسی ایسی حرکتیں

کیں۔ کہ اکبر کی زیادہ ناخوشی کا باعث ہوئیں۔ مگر خان اعظم کی والدہ جیجی اکبر کی دایہ مرضعہ ہونے کی وجہ سے اکبر ٹال دیا کرتا تھا۔ الغرض جب مکہ سے خان اعظم کی واپسی ہوئی تو اکبر نے بلوا کر منصب پنجہزاری سے سرفراز کیا اور وہ بھی عمدہ عمدہ خدمات بجا لایا۔

قلعہ چتوڑ کی تسخیر

جب اکبر مقام مالوہ میں میرزایوں کے دفع فساد میں متوجہ تھا دھولپور میں یہ خیال ہوا کہ سوائے رانا کے تمام زمیندار حاضر ہوئے ہیں۔ اس لئے پہلے رانا کی گوشمالی کی جائے۔ چنانچہ چتوڑ کے پاس پہنچکر محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کو مدت گذر گئی۔ دو سرنگیں قلعہ کے اندر پہنچائی گئیں اتفاقاً دونوں سرنگوں میں آگ لگ گئی۔ دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے نزدیک غافل پڑا تھا۔ اس کے صدمہ سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کر لیا۔ اور رانا مارا گیا۔ اکبر قلعہ دار کو مقرر فرما کر اجمیر واپس ہوا۔ یہ مہم چھ مہینے میں تمام ہوئی۔

جزیہ کی معافی اور ہندوستان بھر میں صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا و دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبداللہ بن شیخ شمس الدین سلطانپوری شیر شاہ کے زمانے میں صدر الاسلام اور ہمایوں کے زمانے میں شیخ الاسلام اور اکبر کے وقت میں مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا شیخ عبدالنبی صدر کل ملک اور شیخ عبداللہ اوائل عہد اکبری میں بہت ہی بارسوخ تھے۔ یہ دونوں شیوخ نہایت متعصب تھے اور خود پرستی وحب جاہ کے نشہ میں کئی ایک غلطیاں ان دونو سے سرزد ہوئیں۔ مخالف شخص سے مذہب کی آڑ میں فتاوے جاری کر کے بدلہ لیا کرتے تھے شیخ مخدوم الملک نے ابوالفضل کو بارہا تکالیف پہنچائیں۔ مگر جب ابوالفضل کا زمانہ آیا۔

اور مقرب بارگاہ ہوا۔ اسی زمانہ میں حکیم فتح اللہ شیرازی اور دیگر علمائے شیراز و عراق دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ ابوالفضل نے ان علما کے ساتھ مل کر تعصب اور مظالم کو دور کرنے میں کوشش کی چنانچہ اوّل اوّل متعصب اور جاہ پرست حضرات کی نیت سے خبر دیکر بادشاہ کو خود مذہبی امور میں مجتہد سے زیادہ ثابت کیا۔ یہ بات بادشاہ کو بھی پسند آئی اور چوبیسویں سال کے آغاز جلوس میں ایک روز اپنے روبرو علماء کے مختلف فیہ مسائل پر گفتگو شروع کرادی اور انتہا کلام کی یہاں تک پہنچائی کہ بادشاہ کو بھی مجتہد کہنا چاہیئے یا نہیں۔ اب ابوالفضل نے اپنے والد سے جو عالم تھا بموجب حکم اکبر تذکرہ لکھکر فتویٰ طلب کیا علما نے بادشاہ کا منشا سوال کے موافق پاکر آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور دیگر احادیث کے حوالے دیتے ہوئے کہدیا کہ بادشاہ کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہے چنانچہ مخدوم الملک اور عبدالنبی کو بھی طوعاً و کرہاً دستخط کرنے پڑے۔ اس محضر کی درستگی اور شاہی احکامات کے موافق صلاح خیر خواہاں سے مخدوم الملک اور عبدالنبی عاجز آکر جمع گزاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دوسرے متعصبین بھی راہ راست پر آگئے۔

رعایا نے اکبر کو اصلاح حال عالم اور محافظ جان و مال سمجھکر واضع دین الٰہی بنایا جس کے سعی صلح کل کے ہیں پس اس طرح اکبری رعایا مکاروں کے حیلہ و فساد سے نجات پاکر فارغ البالی میں زندگی بسر کرنے لگی۔

جس وقت حکیم میرزا بادشاہ کے بھائی نے بغاوت کی اور لاہور کو فتح کرلیا تو مخدوم الملک اور عبدالنبی جاہ دنیوی سے بیتاب ہوکر مکہ سے گجرات پہنچے۔ اور بیگمات محل اکبر جو حج سے واپس ہورہی تھیں۔ ان کی سفارشیں پہنچائیں۔ لیکن اکبر ان سے نہایت آزردہ تھا۔ دونوں کو مقید لانے کا حکم صادر کیا۔ مخدوم الملک اس قدر خوفزدہ ہوا کہ راستے ہی میں دم دیدیا۔ اور عبدالنبی کو ماخوذ محاسبہ کرکے ابوالفضل کے حوالہ کیا۔ اور وہ بھی اسی کی قید میں انتقال کرگیا۔ شیخ ابوالفضل نے اپنے وقائع میں بعض

مقامات میں ایسی باتیں لکھی ہیں جس سے اس کے اور اس کے باپ سے تشیع ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؀

ملا عبد القادر بدایونی نے احوال ملا احمد میں بھی شیخ کے تشیع ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ملائے مذکور حسب الحکم اکبر تاریخ ہزار سالہ ابتدائے ہجرت سے زمانۂ اکبر تک لکھنے میں مصروف ہوا۔ چنگیز کے احوال تک دو جلدوں میں لکھی۔ باقی احوال آصف خاں نے ۹۹۷ھ تک لکھا۔ اور اس کا نام تاریخ آصفی رکھا ؀

رعایا کے مذہب الٰہی کے اختیار کرنے کی وجہ سے زرِ خطیر جزیہ وصول ہوا کرتا تھا۔ بادشاہ نے تحصیل زرِ مذکور روک دیا تھا۔ اور فرمایا۔ کہ جزیہ کا رواج محض سپاہ اسلام کی زیادتی اور قوت کے لئے تھا۔ پس جزیہ کیواسطے حکم صادر ہو گیا۔ کہ بند کر دیا جائے۔ اور مذاہب کے تعصب کو دور کرنے اور ہر ایک کو اپنے موافق رسم مذہب کے پرستش کرنے کی اجازت عام ہو گئی چونکہ اکبر پر یہ امر ظاہر تھا۔ کہ جناب سید المرسلین اور خلفائے راشدین وغیرہ اپنے نام سے خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے خود بدولت نے بھی ایک دفعہ جمعہ کے دن فتح پور کی جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر صلح کل کا نام مذہب الٰہی رکھا۔ مختلف مذاہب کے معلومات حاصل کرنیکے لئے کئی غیر زبان کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ ترکِ گوشت کا حامی تھا۔ چنانچہ اپنی ولادت کے روز جان تلفیٔ جانوراں ممنوع قرار دیا ؀

ہندوستانی راجاؤں کی لڑکیوں کا محل سرائے میں داخل ہونا اور شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کی پیدائش

اکبر نے تسلط اور اقتدار کے لئے ہندوستانی راجاؤں کی لڑکیوں کو اپنے اور اپنی اولاد کے عقد میں لانیکی تجویز فرمائی۔ چنانچہ حسن خاں میواتی کی بھتیجی سے پہلے عقد ہوا۔ پھر راجہ بہاڑمل کچھواہہ سے۔ درخواست اول سے تو راجہ نے مخالفتِ مذہب کی وجہ سے انکار کیا۔ مگر بعد میں اپنی لڑکی بادشاہی عقد میں دیدی۔ شہنشاہ کو فرزند کی آرزو تھی۔ مگر یہ خواہش ایک مدت تک بر نہ آئی۔ آخر دولت خواہوں کی آگاہی سے شیخ سلیم کے پاس جو قصبہ سیکری میں مقیم تھے۔ گیا اور تمنا ظاہر کی شیخ صاحب کی فرمائش کے بموجب اسی قصبہ کے پاس شاہانہ عمارات بنا لی گئیں۔ اور اس کا نام فتح پور رکھا۔ اور دارالسلطنت قرار پایا۔

الغرض شیخ صاحب کی دعا مقبول ہوئی۔ اور چودھویں سال جلوس ۹۷۷ھ میں راجہ بہاڑامل کی لڑکی سے فرزند پیدا ہوا۔ جس کا نام درویش موصوف کے نام پر سلطان سلیم رکھا۔ ساتھ ہی اکبر نے خواجہ معین الدین چشتی کی مزارِ مبارک تک فرزند تولد ہونے پر پیادہ پا جانے کی منت مانی تھی۔ گیا اور زیارت حاصل کی۔ اکبر دل کی مضبوطی کے سوا قوتِ بدنی بھی رکھتا تھا۔ پیادہ پا چلنا اس کے نزدیک نہایت آسان تھا۔ کئی مواقع پر مست ہاتھیوں کو رام کر لیا کرتا تھا ایسا ہی بڑے بڑے بہادرانہ کاموں میں ماہر تھا۔

شاہ اکبر نے راجاؤں کی لڑکیوں سے رسم مناکحت کا سلسلہ قائم کر لیا تھا چنانچہ سلطان سلیم کے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد راجہ بھگونت ولد بہاڑا مل کچھواہہ کی لڑکی سے عقد ہوا۔ اور دوسری مرتبہ راجہ موٹہ ولد راجہ مالدیو کی لڑکی سے جو جودھپور کا حاکم تھا نکاح کیا گیا۔ چھتیسواں سال جلوس اکبری میں راجہ موٹہ کی بیٹی سے شاہزادہ سلطان خرم یا سلطان شاہجہان پیدا ہوا ۔

اکبری زمانے کے نادر واقعات

(۱) موضع بکسر میں راوت ٹیڈکا نامی ایک شخص تھا۔ جس کے دشمن نے قابو پا کر اس کے ایک زخم پشت پر اور ایک بناگوش پر لگایا۔ اور وہ شخص مر گیا۔ چند روز کے بعد اس کے داماد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کی پشت اور بناگوش پر اسی قسم کے داغ تھے! اور یہ لڑکا جواں ہو کر اپنے آپ کو راوت ٹیڈکا کہا کرتا تھا۔

(۲) ایک اندھا تھا۔ جو کچھ کوئی زبان سے کہتا۔ وہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھ کر دست و بغل سے جواب دیتا۔

(۳) ایک ایسا آدمی تھا۔ جو نہ کان رکھتا تھا۔ نہ سوراخ گوش۔ لیکن جو کچھ کوئی کہتا۔ بے کم وکاست سنتا تھا۔

(۴) کسی شخص کو ایک بی بی سے اکیس لڑکے پیدا ہوئے۔ جو سب زندہ تھے۔

(۵) ستارہ دُم دار پیدا ہوا۔ جس کی نحوست سے عراق اور خراسان میں شورش عظیم مچی۔

(۶) اکبر آباد کے نواح میں دو بھائی قوم کھتری کے جنگ میں شریک تھے۔ اُن میں سے ایک بھائی مارا گیا۔ چونکہ دونوں بھائی توام تھے۔ اس لئے

باہم مشابہ تھے۔ لاش جب گھر پہونچی ماں کی بی بیوں نے جھگڑا شروع کیا۔ ہر ایک کہتی تھی۔ کہ میرا شوہر ہے۔ آخر یہ جھگڑا کوتوال سے گزر کر بادشاہ کے رُوبرو پہنچا۔ بڑے بھائی کی بی بی نے ثبوت میں اس کے لڑکے کے انتقال ہونیکا بیان کیا۔ جس کی وجہ سے اس کے مرد کو سخت صدمہ ہوُا تھا۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ لاش کی چھاتی چاک کر کے جگر کا داغ دیکھا جائے۔ اگر داغ ہو۔ تو میرا خاوند ورنہ نہیں۔ چنانچہ داغ دیکھا گیا۔ اور ایک زخم تیر کے زخم کی مانند نظر آیا ٭

پٹنہ اور بنگالہ کی فتح

سلیمان کلیانی جو شیر شاہ کے امراء سے تھا۔ حاکم بنگالہ تھا۔ عہد اکبری میں جب منعم خاں خانخاناں کو اس ملک کی حکومت دی گئی۔ چند بار سلیمان سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر سلیمان نے عاجز ہو کر اطاعت قبول کی۔ اور بادشاہی سے منحرف نہ ہوُا اس کے انتقال کے بعد اس کا بڑا لڑکا بایزید جانشیں ہوُا اس کے بعد سلیمان کا دوسرا لڑکا داؤد حاکم ہو کر باغی ہو گیا۔ چنانچہ منعم خاں نے قلعہ پٹنہ کا محاصرہ کر کے اکبر بادشاہ کو بھی طلب کیا۔ خونریز لڑائی کے بعد داؤد بھاگ گیا۔ اور قلعہ مسخر ہوُا۔

اکبر نے منعم خاں خانخاناں کو تسخیر بنگالہ کا حکم دیکر اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوئیں وغیرہ تعمیر کرنیکا فرمان نافذ کیا۔ اور فتحپور لوٹ آیا۔ منعم خاں بنگالہ پہنچا اور داؤد کو مغلوب کیا۔ راجہ ٹوڈرمل نے چونکہ اس جنگ میں کارہائے نمایاں کئے تھے۔ اس لئے دیوانی کا منصب عطا ہوُا۔ منعم خاں خانخاناں کے مرجانے بعد داؤد نے پھر سرکشی کی۔ اور دوبارہ خانِ جہاں اور ٹوڈرمل نے پہنچکر سرکوبی کی۔ اور اس وقت سے بنگالہ میں فتنہ و فساد کا خاتمہ ہوُا ٭

سلطان ایبک کے امیر کبیر ملک محمد بختیار کے وقت سے بنگالہ میں اسلام کا
ظہور ہوا۔ اور یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی ۷۲۴ھ میں سلطان محمد شاہ
فخر الدین جونا بن سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدر خاں حاکم تھا۔ جسے
اس کے سلاحدار فخر الدین نے قابو پاکر مار ڈالا۔ اور مسند نشین ہوا۔ اور سلطان[1]
فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران رہا۔ بعد ازاں سلطان[2] علاؤالدین عرف
ملک علی نے جو قدر خاں کا بخشی تھا۔ سلطان کو شکست دی اور قتل کرکے ۴ برس
حکومت کی۔ اس کے بعد سلطان[3] شمس الدین عرف حاجی الیاس نے لشکر کو باغی
بناکر سلطان کو شکست دی اور اس کے قتل کے بعد سلطان بن بلبٹھا جس کی
حکومت ۱۲ برس رہی۔ پھر اس کا لڑکا سلطان[4] سکندر ۲۲ برس۔ اور اس کا لڑکا
سلطان[5] غیاث الدین ۱۵ برس۔ اور اس کا لڑکا سلطان[6] السلاطین ۱۱ برس۔ اور اس
کا لڑکا شمس الدین ۵ برس مسند نشین رہا۔ چونکہ یہ لاولد تھا۔ اس لئے راجہ
کانس زمیندار نے چیرہ دستی کی۔ اور حاکم ہوکر ۵ برس حکومت کی۔ اور اس کا لڑکا
حکومت کیواسطے ترک مذہب کرکے سلطان[8] جلال الدین بن بلبٹھا۔ اور ۱۹ برس حکومت
کی۔ پھر اس کا لڑکا سلطان[9] احمد شاہ نے ۱۷ برس۔ اور اس کا لڑکا ناصر الدین[10] ۷ دن۔
اور سلطان[11] ناصر شاہ جو سلطان شمس الدین کے احفاد سے تھا۔ ۲ برس۔ اور سلطان[12]
باربک اس کا غلام اپنے آقا کو قتل کرکے ۱۶ برس حکمران رہا اس کے بعد یوسف[13] شاہ
باربک کا بھتیجا ۸ برس تک حکمران رہا۔ پھر سلطان[14] سکندر چند روز۔ فتح[15] شاہ
۹ برس۔ نازک[16] شاہ خواجہ سرا نے فتح شاہ کو مار کر ۲ ماہ ۳ روز حکومت کی۔
فیروز[17] شاہ ۳ سال۔ اس کا بیٹا محمود[18] شاہ ایک سال مظفر[19] شاہ حبشی خواجہ سرا
محمود شاہ کو قتل کرکے ایک سال ۵ ماہ حاکم رہا۔ سلطان[20] علاؤالدین نے جو
مظفر شاہ کا نوکر تھا۔ آقا کو قتل کرکے ۲۰ سال حکومت کی۔ پھر اس کا لڑکا

نصیب شاہ ۱۴ برس تک حکومت کرتا رہا ؛

جب ظہیرالدین بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود جو ابراہیم لودھی کا بھائی تھا۔ نصیب شاہ کے پاس پناہ گیر ہوا ۔ مگر شیر شاہ نے غالب آکر نصیب شاہ کو شکست دی ۔ ہمایوں بادشاہ نے جہانگیر قلی خاں امیر کو ولایت بنگالہ پر شیر شاہ کے قبضہ سے نکال کر حاکم بنایا ۔ لیکن جب شیر شاہ نے ہمایوں پر فتح پائی ۔ تو جہانگیر قلی خاں کو شکست دیکر محمّد خاں ملقب بہادر خاں کو بنگالہ کی حکومت بخشی ۔ اس کے بعد اس کا لڑکا خضر خاں عرف بہادر شاہ ۔ پھر تاج خاں حاکم رہا ۔ اس کے بعد اس کا بھائی سلیمان کلبانی اسکے بعد اس کا لڑکا بایزید بعدہٗ داؤد سلیمان کا دوسرا لڑکا حاکم رہا ؛

۹۷۳ھ میں خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا ۔ اور بنگالہ داخل ممالک محروسۂ اکبری ہوا ۔ ابتدائے ۷۴۲ھ سے ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی تھی ؛

راجہ ٹوڈرمل بنگالہ کے انتظامات سے فارغ ہو کر واپس ہوا ۔ اور مظفر خاں دیوان اعلیٰ کو بنگالہ کی صوبہ داری دی گئی ۔ (یہ شخص ابتداء میں بیرم خاں کا نوکر تھا) مظفر خاں کو بنگالہ پہنچے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا ۔ کہ معصوم خاں کابلی بہار کے جاگیردار نے شورش برپا کی ۔ اور داغ اسپ کے مقدمہ میں عدول حکمی کی ۔ اور اپنے ساتھ بہت سے جاگیردار جمع کر کے باغی ہو گیا ۔ اتفاقاً بہت سے امیر بھی مظفر خاں سے رنجیدہ ہو کر جا ملے ۔ اور محاصرہ کر لیا ۔ کچھ دن کی ہنگامہ آرائیوں کے بعد مظفر خاں کو قتل کر دیا گیا ۔ اکبر کے چچا زاد بھائی حکیم مرزا کے نام جو کابل میں مقیم تھا ۔ خطبہ جاری کرنا قرار پایا ۔ مگر کئی دن کی بے ہنگامی کے بعد بہار میں

بہادر ولد سعید بدخشی نے بغاوت کی۔ اور خطبہ و سکّہ اپنے نام کر لیا۔ جب یہ خبر اکبر کو پہونچی۔ تو راجہ ٹوڈرمل۔ خان اعظم کو کلتاش اور شہباز خاں کو یکے بعد دیگرے روانہ کیا۔ باغیوں نے شکست کھائی۔ اور معصوم خاں گرفتار ہوگیا۔ مگر شاہزادے کی سفارش پر تقصیر معاف ہوئی۔ اور جاگیر بھی پائی۔ راجہ ٹوڈرمل و خان اعظم واپس ہوئے۔ لیکن تھوڑے زمانے کے بعد پھر مخالفوں نے شورشیں کیں۔ اور اب کی مرتبہ اکبر خود روانہ ہوا۔ سیر کناں جارہا تھا کہ راستے میں شہباز خاں کی فتح اور مفسدوں کے اخراج کی خبر معلوم ہوئی۔ اکبر واپس ہوکر پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔

محمد حکیم مرزا اکبر کے چچازاد بھائی کی بغاوت

یہ شخص کابل میں باغی ہوا۔ اور بارہا سندھ اور پنجاب پر حملے کئے۔ ایک مرتبہ لاہور میں راجہ بھگونت داس صوبہ دار پر حملہ کیا۔ مگر اس کے لڑکے کنور مان سنگھ نے حکیم مرزا کو شکست دی جس کے صلہ میں بادشاہ نے پنجہزاری منصب عطا فرمایا۔ جب حکیم مرزا کو اکبر کے بنگالہ کی طرف جانے کا حال معلوم ہوا۔ تو لشکر لے کر پنجاب پہنچا۔ اکبر کو الہ آباد میں خبر ہوئی۔ پنجاب روانہ ہوا اور راستے میں اٹک بنارس عمارت کی ابتدا فرماکر آگے کو روانہ ہوا۔ اکبر نے روانگی سے قبل ایک فوج منقلا کے طور پر روانہ کی تھی۔ جس کی وجہ سے مرزا گھبرا کر کابل بھاگ گیا تھا۔ اکبر نے سرحد پر پہنچکر مرزا کے نام ایک نصیحت آمیز خط روانہ کیا۔ مگر مرزا نے دوسروں کی اغوا سے ایک نہ مانی۔ اور آمادۂ پیکار رہا۔ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کی طور سے کابل پہنچ گیا۔ اور مرزا کو شکست دی۔ مرزا بھاگ کر کروائی توران سے مدد کا خواستگار ہوا۔ اس اثنا میں اکبر بھی کابل پہنچ گیا۔ اور مرزا کی تقصیرات معاف کیں۔ اور کابل

مرحمت فرماکر لوٹ آیا۔ مرزا جب شراب نوشی کی افراط سے انتقال کر گیا۔ اور اس کے لڑکوں نے گھبرا کر توران جانے کا ارادہ کیا۔ کہ وہ خود کابل کا عازم ہوا۔ اور راجہ مان سنگھ کو برائے تعزیت روانہ فرمایا۔ راجہ مان سنگھ افراسیاب مرزا اور کیقباد مرزا و فرزندان حکیم مرزا کو لے کر راولپنڈی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے کابل پہنچکر دونوں کی دلجوئی کی۔ اور راجہ مانسنگھ کو کابل کا صوبہ دار مقرر فرمایا۔

"راجہ بیربل کا مارا جانا"

جس وقت اکبر نے دریائے سندھ پر قیام کیا۔ زین خاں کوکہ کو او لوسف یوسف زئی والی بجور پر لشکر کشی کا حکم دیا اور ساتھ ہی مصلحت کے طور پر راجہ بیربل اور شیخ ابوالفضل کے نام جنہوں نے درخواست کی تھی۔ قرعہ پھینکا۔ اور راجہ بیربل کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ وہاں کے سرداروں نے اطاعت قبول کی۔ بعدہ سواد پر لشکر کشی کی۔ اور زین خاں نے بزور شمشیر پہاڑ پر قابض ہو کر قلعہ بنایا۔ اور مصروف پیکار رہا۔ اسی عرصہ میں راجہ بیربل اور زین خاں میں ناچاقی ہو گئی۔ زین خاں چاہتا تھا۔ کہ کچھ فوج قلعہ چھوڑ کر آگے کو روانہ ہوں۔ مگر بیربل راضی نہ تھا۔ قرار پایا کہ واپس ہو جائیں۔ راجہ بیربل پیشتر سے چلدیا۔ اور جہاں وعدہ کا قیام تھا۔ وہاں نہ ٹھیرا۔ زین خاں بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا پٹھانوں نے یہ ابتری دیکھکر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ راستہ ایسا چھوٹا تھا۔ کہ بمشکل دو آدمی عبور کر سکتے تھے۔ پٹھانوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ ایک قیامت خیز لڑائی ہوئی۔ زین خاں پیادہ پا ہو گیا۔ اور جان توڑ کوشش کی۔ مگر کچھ نہ ہو سکا۔ کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ اور اسی زد و کشت میں راجہ بیربل بلندی سے گر کر روانہ ملک عدم ہوا۔

راجہ بیربر ہندی کی شاعری۔ تیز فہمی۔ مزاج دانی۔ خوش بیانی اور لطیفہ گوئی میں بے نظیر تھا۔ اس کی ادنیٰ بخشش پانسو یا ہزار اشرفی ہوا کرتی تھی۔ مقرب اکبر تھا۔ بادشاہ کو جب اس سانحہ کی خبر لگی۔ دو رات دن ضروریات کی طرف توجہ نہ کی۔ تیسرے روز شاہزادہ سلطان مراد اور راجہ ٹوڈرمل وغیرہ کو اس گروہ بدکیش کی سزا پر متعین فرمایا۔ پھر شاہزادہ کو واپس بلا لیا گیا۔ زین خاں اور حکیم ابوالفتح چند روز مورد عتاب رہے۔ بیربر کی لاش کا کہیں پتہ نہ لگا۔

اسی زمانے میں عبداللہ خاں بادشاہِ توران کا ایلچی حاضر ہوا تھا۔ دو تین روز کے بعد باریاب ہوا۔ پٹھانوں کی سرکوبی کا انتظام کر کے ہندوستان واپس ہوا۔ اور ہمیشہ کے لئے کھوج مٹانے کو یوسف زئی اسمٰعیل قلی خاں کا تقرر عمل میں آیا۔ جس نے واقعی اس گروہ کا استیصال کیا۔

مرزا سلیمان والئے بدخشاں کا حضور میں آنا اور بدخشاں کا تفرقہ

مرزا سلیمان نے کئی مرتبہ کابل پر لشکر کشی کی۔ مگر ناکامیاب ہوا۔ اس کا لڑکا ابراہیم مرزا جب قضائے الٰہی سے گذر گیا۔ تو شاہرخ مرزا اس کا لڑکا بڑا ہوا۔ اور مرزا سلیمان کی اپنے پوتے شاہرخ سے ناچاقی ہوئی۔ یہاں تک کہ لڑائی ہو گئی اور سلیمان مرزا شکست کھا کر کابل پہنچا۔ چندے محمد حکیم مرزا کے پاس مقیم رہا۔ پھر درگاہِ اکبری میں حاضر ہوا۔ اکبر نے نہایت ہی شان اور تپاک سے خیر مقدم کیا۔ پھر مرزا کی استدعا پر بہت کچھ زادِ راہ دے کر مکہ روانہ کیا۔ مرزا سلیمان نے مکہ سے لوٹ کر بدخشاں پر لشکر کشی کی۔ مگر شکست کھا کر

عبداللہ خاں والئی توران سے پناہ لی۔

عبداللہ خاں نے موقع کو غنیمت سمجھکر بدخشاں پر چڑھائی کی اور شاہرخ مرزا کو شکست دیکر قابض ہوگیا۔ اب سلیمان مرزا و شاہرخ مرزا دونوں اپنا سا منہ لیکر کابل چلے آئے۔ اور پھر دونوں درگاہ اکبری میں حاضر ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد بدخشاں میں محمدؐ زماں نامی نے شاہرخ مرزا کا فرزند ظاہر کرکے فساد برپا کیا۔ اور بابا عبدالمومن فرزند عبداللہ خاں والئے توران کو شکست دیکر ایک مدت تک بدخشاں کا حاکم رہا۔ آخر میں عبداللہ خاں نے محمدؐ زماں کو شکست دی۔ محمدؐ زماں کابل پہنچا۔ اور قاسم خاں صوبہ دار کابل کو قابو پاکر قتل کرڈالا۔ لیکن قاسم خاں کے لڑکے محمدؐ ہاشم نے باپ کی عوض میں محمدؐ زماں اور جملہ بدخشانیوں کو تہ تیغ کیا۔ عبداللہ خاں کو اکبر سے کچھ غلط فہمیاں ہوگئی تھیں۔ جو رفع کی گئیں۔ اور اتحاد کامل ہوگیا۔

"فتح کشمیر"

یہاں کا حاکم یوسف خاں ہمیشہ اطاعت کا اظہار کرتا رہا۔ تیسرے سال جلوس میں اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار میں روانہ کیا۔ وہ چند دنوں کے بعد کسی وحشت کے سبب بلا اجازت کشمیر چلا گیا۔ بادشاہ نے اس کے طلبی کا فرمان نافذ فرمایا۔ مگر اس نے عذرات پیش کئے۔ لہٰذا تسخیر کشمیر کا عزم ہوا۔ یوسف خاں گھبرایا۔ کشمیریوں سے بہانہ کرکے امرائے شاہی سے ملاقی ہوا۔ کشمیریوں نے خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنا لیا۔ اور آمادہ پیکار رہوئے۔ اسی عرصہ میں یعقوب اپنے باپ یوسف خاں کو چھوڑ کر کشمیر چلا گیا۔ کشمیریوں نے

حسین چک کو معزول کر کے اسکے بیٹے کو شاہ اسمٰعیل کا خطاب دیکر لشکر شاہی سے لڑنے کو آمادہ کیا۔ اکبر کو اس معاملہ کی خبر لگی۔ اور شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام تسخیر کا فرمان نافذ فرمایا۔ چنانچہ بہت سے معرکوں کے بعد کشمیر فتح ہوا ؛

"سلاطین کشمیر"

یوسف خاں نے شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کی وساطت سے آستانہ بوسی حاصل کی۔

۷۱۵ھ میں ساہو نامی ایک شخص تھا۔ جو اپنے کو گرشاسپ بن نیکروز کی اولاد میں بتلاتا تھا۔ یہ شخص راجہ مہدیو کا جو خاندان پانڈوں سے ارجن کی نسل سے تھا، نوکر ہوا۔ اور راجہ کی نظروں میں چڑھ گیا۔ راجہ مہدیو کے بعد اس کا لڑکا راجہ امین گدی نشین ہوا۔ اس نے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو مدارالمہام کیا۔ اور اس کے دونوں لڑکوں جمشید اور علی شیر کو بھی نوکر رکھ لیا۔ شاہمیر اور اُس کے لڑکوں نے جب ہر طرح کا اعتبار حاصل کیا۔ بغیر کسی بات کے راجہ سے بگڑ بیٹھے۔ راجہ نے ممانعت خانہ کر دی۔ اور ان لوگوں نے پورے تسلط کی وجہ سے تمام کشمیر زیر کر لیا۔ آخر راجہ امین ۷۴۷ھ میں فوت ہوا۔ اسکی رانی کوکنا دیوی نے مصالحت چاہی۔ مگر شاہمیر نے انکار کر دیا۔ اور فتح پا کر رانی کوکنا دیوی کو عقد میں لے آیا۔ شاہمیر[۱] نے اپنا خطاب شمس الدین رکھا۔ اور تین سال حکومت کی۔ بعد ازاں اس کا لڑکا سلطان[۲] جمشید دو ماہ حکمراں رہا۔ اور دوسرا لڑکا سلطان[۳] شہاب الدین عرف مبرا شاتک ۸ برس۔ اور تیسرا لڑکا قطب[۴] الدین عرف ہندال ۱۱ برس۔ بعد ازاں سلطان قطب الدین کا لڑکا

سلطانؒ سکندر بت شکن فرماں روا ہوا۔ جو بتوں کے توڑنے میں بڑا شغل رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ مہادیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا۔ گرا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے اندر ایک تختی تھی جسمیں لکھا تھا ایک ہزار برس کے بعد سکندر نامی اس بت کو توڑے گا۔ بائیس ۲۲ برس سلطنت کی۔ بعد ازاں اس کا بیٹا سلطانؒ علی شاہ عرف مرزا خاں مسند نشین ہوا۔ اور اپنے بھائی شاہین خاں کو منصب وزارت بخشی چند دنوں بعد اپنے بھائی کو ولی عہد مقرر کر کے راجہ جموں پر جو اس کا سسر تھا۔ چڑھائی کی۔ ادھر شاہین خاںؒ قابض سلطنت ہو گیا۔ اب سلطان علی راجہ راجوری کی مدد سے پھر کشمیر کا مالک ہوا شاہین خاں بھاگ کر جسیر تھ کھوکر سے ملحق ہو گیا اور کشمیر پر چڑھائی کی۔ سلطان علی کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ گیا۔ ۶ برس چند ماہ حکومت رہی سلطانؒ زین العابدین عرف شاہین خاں مسند آرا ہوا۔ عدل و انصاف سے حکومت کی۔ ۴۸ برس کے بعد مرگ طبعی سے فوت ہو گیا اسکے بعد اس کا بیٹا سلطانؒ حیدر عرف حاجی خاں نے ۱ برس ۲ ماہ حکومت کی۔ بعدہٗ سلطان حسین اس کے بیٹے نے ۲ برس چند ماہ حکومت کی۔ پھر سلطانؒ محمد شاہ بن سلطان حسین نے ۱۰ برس سات ماہ حکومت کی تھی۔ کہ سلطانؒ فتح شاہ بن آدم خاں بن زین العابدین محمد شاہ کو شکست دیکر خود قابض کشمیر ہوا۔ مگر سلطان محمد شاہ نے پورے نو (۹) سال کے بعد پھر فتح شاہ پر چڑھائی کی اور قابض ہو گیا۔ پھر فتح شاہ تین برس کے بعد محمد شاہ پر غالب آکر کشمیر کو قبضہ میں لایا۔ پھر سلطان محمد شاہ نے کشمیر پر دھاوا کیا۔ اور کشمیر کو فتح کیا۔ سلطان فتح شاہ لاہو میں آکر مر گیا۔ سلطان محمد شاہ نے ۳۴ برس اور فتح شاہ نے کل ۱۲ برس حکومت کی۔ بعد ازاں سلطانؒ ابراہیم خاں بن سلطان محمد شاہ حاکم ہوا اور ۸ برس

حکومت کی۔ اس کے بعد سلطان نازک شاہ برادر ابراہیم خاں حاکم کشمیر ہوا۔ اسی زمانے میں ہمایوں بادشاہ کے بھائی کامران مرزا نے کشمیر پر چڑھائی کی اور لوٹ گھسوٹ کے بعد واپس ہوا۔

۹۳۹ھ میں سلطان ابوسعید والئے کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر خاں کو مہم کشمیر پر روانہ کیا۔ مگر سکندر خاں نے صلح کر لی۔ ایام حکومت نازک شاہ ۱۵ برس۔ اسکے بعد اس کا لڑکا سلطان شمس الدین اور پھر اس کا لڑکا نازک شاہ حاکم ہوا۔ اور دونوں کی حکومت کا زمانہ بالکل تھوڑا رہا۔

جب ہمایوں نے شیر شاہ سے شکست کھائی اور لاہور آیا۔ تب حیدر مرزا بابر کا نواسہ و بھائی کشمیری امراء کے اغوا سے کشمیر پہنچا اور مسخر کیا۔ پہلے تو خطبہ اور سکہ نازک شاہ کے نام رکھا اور ہمایوں کے ہندوستان واپس آنے کے بعد ہمایوں کے نام سے جاری کیا گیا۔ کل دس برس حکومت رہی۔ سلطان ابراہیم شاہ بن محمد شاہ جو نازک شاہ کا بھائی تھا ۵ مہینے تخت نشیں رہا۔ پھر اس کا بھائی سلطان اسمٰعیل ۲ سال قابض رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا سلطان[19] حبیب شاہ مالک ہوا۔ مگر غازی خاں جس کا غلبہ تھا۔ اس کے نام پر خود خلافت کرنے لگا۔ الغرض حبیب شاہ نے بھی برائے نام ۲ سال حکومت کی۔ بعد میں سلطان غازی شاہ عرف غازی خاں ۴ سال تک حکمران رہا۔ جس کے بعد اس کا بھائی سلطان حسین غازی شاہ کو بھی زہر دے کر قابض کشمیر ہوا۔ پھر سلطان علی شاہ اس ملک کا حاکم ہوا۔ اور چند دنوں کے بعد اکبر بادشاہ کے نام سکہ اور خطبہ جاری کر دیا۔ ۹ برس کی تاجداری کے بعد وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان یوسف شاہ مالک ہوا۔ مگر سید مبارک خاں ایک امیر ولایت سے مغلوب ہو کر اکبر بادشاہ کے دربار میں پہنچا اور ملازم ہوا۔ اور چند روز کے بعد راجہ مانسنگھ کی ہمراہی میں

کشمیر پہنچکر پھر قابض ہوا۔ مگر یعقوب خاں اس کے بیٹے کی غلطی کی وجہ سے اکبر نے مکرر لشکر روانہ کیا۔ اور یوسف شاہ حضور پر نور میں حاضر ہوا۔ کل آٹھ برس حکومت رہی۔ یعقوب خاں فرمان برداری میں کوتاہی کرتا تھا اس لئے اکبر نے قاسم خاں کو اس کی گوشمالی کے لئے مقرر فرمایا۔ قاسم خاں بہت سی تکالیف برداشت کرنے کے بعد قابض ہوا۔ مگر پورے اطمینان حاصل کرنے کیلئے اکبر سے مزید مدد مانگی۔ اکبر نے مرزا یوسف خاں کو مکرر روانہ کیا۔ جس نے دلجمعی کے بعد قاسم خاں کو حسب الحکم روانہ کر دیا۔ اور کشمیر سے شورش رفع ہوئی اور قاسم خاں کو صوبہ دار کابل بنایا گیا۔

آخر کار مرزا یوسف خاں محمد زماں کے ہاتھ سے کابل میں قتل ہوا۔

اکبر بادشاہ کی سیر کشمیر

جلوس کے چونتیسویں سال اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا۔ راستے کی صفائی کیلئے ہزارہا سنگتراش روانہ کئے گئے۔ اکبر کشمیر پہنچا۔ اور نہایت خوش ہوا یعقوب خاں کا قصور معاف ہوا۔ بعد سیر و سیاحت براہ پکھلی و دھنتور حسن ابدال پہنچا۔ جہاں اسی روز امیر فتح اللہ شیرازی نے وفات پائی۔ اور حسن ابدال ہی میں مدفون ہوئے۔

اکبر یہاں سے کابل پہنچا۔ بابر شاہ اور ہندال مرزا کی قبور کے اطراف میں چمن لگانے کا حکم دیا۔ کابل کی پریشانی سنکر آٹھ برس تک آٹھواں حصہ خراج مقررہ سے معاف کر دیا۔ اور ہندوستان واپس لوٹا۔ قضائے کار بادشاہ گھوڑے سے گر پڑا۔ اور رخسارے مبارک پر چوٹ آئی۔ چھ روز تک بیمار رہا اور لاہور واپس آیا۔ اور پھر ہرن کے سینگ سے زخمی ہوجانیکی وجہ سے ایک ماہ

ساتِ روز تک بیمار رہا۔ شیخ ابوالفضل اور مقرب خاں اسی زمانہ کی خدمتوں
کے عوض موردِ عنایات ہوئے۔

"راجہ ٹوڈرمل کی رحلت"

جس وقت بادشاہ نے کشمیر سے کابل کا ارادہ کیا۔ راجہ ٹوڈرمل رخصت لیکر لاہور میں رہگیا تھا۔ آخر بدنی عارضوں سے انتقال کرگیا۔ کابل سے لوٹتے وقت اکبر کو خبر ملی۔ چونکہ راجہ موصوف وزیرِ اعظم اور سپہ سالار تھا۔ بادشاہ کو سخت صدمہ پہنچا

ٹوڈرمل کی صغیر سنی میں ہی باپ مرگیا تھا۔ اور بیوہ ماں فلاس میں پرورش کرتی رہی۔ بعدازاں شاہی نویسندہ ہوا۔ اور اپنی دانشمندی اور کارگزاریوں سے جو قلم اور تیغ میں یکساں رکھتا تھا۔ شاہی دل میں جگہ پائی۔ گجرات اور بنگالہ کی لڑائیوں سے جب کامیاب ہوکر واپس ہوا۔ تو اور بھی اعزاز بڑھتا گیا حتیٰ کہ وزارت ملی۔ اور جلوس کے چھبیسویں سال میں وزیرِ اعظم ہوگیا۔ یہ شخص نہایت ہی سیر چشم۔ بیدار مغز متقی اور صائب فکر تھا۔ دوست و دشمن پر یکساں نظر رکھتا۔ آداب شناسی اور رازداری سلطنت میں بے نظیر۔ فن حساب کا ماہر تھا۔

(۱) ضابطۂ تحریر اس کے پیشتر بطور ہند کے تھا۔ مگر ٹوڈرمل نے بطور اہلِ ایران درست کیا۔

(۲) تمام ممالک محروسہ کی پیمائش کی جمع فرمائی۔

(۳) صوبجات کی حدود بندی ہوئی۔

(۴) روپیہ کے چالیس دام قرار پائے اور کروڑ دام پر ایک عامل مقرر ہوا۔

(۵) ہر سال گھوڑوں کا داغ مقرر ہوا۔ جو شیر شاہ کے بعد رواج نہیں پایا تھا۔

(۶) شاہی نوکروں کے سات حصّے کئے گئے۔ اور چوکی مقرر ہوئی۔ جسکا نام ہفت چوکی رکھا اور چوکی نویس معیّن ہوئے۔ تاکہ باری باری سے حاضر رہیں۔

(۷) ہفتہ نویس احکام کو منضبط کرنے کے لئے مقرر ہوئے۔
(۸) کئی ہزار غلام اور اسیر آزاد کئے گئے۔
الغرض اس کے انتقال کے بعد عبدالرحیم خان خانخاں وکالت پر سرفراز ہوا اور بوجہ احسن رونق دے کر مورد عنایات و آفریں ہوا۔

دوسری مرتبہ کشمیر کی سیر

جلوس کے سینتیسویں سال اکبر دوبارہ کشمیر کو روانہ ہوا۔
یوسف مرزا نے اپنے چچا زاد بھائی یادگار مرزا کو اپنا قائم مقام کر کے حضور میں حاضر ہوا جس نے کشمیر میں اسکی غیر موجودگی میں فساد برپا کیا۔ جس کی اکبر کو بھی خبر نہ تھی۔ وجہ یہ ہوئی کہ قاضی نور اللہ کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا کشمیریوں نے جانا کہ تغلب ظاہر ہوتا ہے اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہے۔ پس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف نے نائب مقرر کیا تھا۔ اکسایا۔ چنانچہ یادگار نے انکے دھوکے میں آکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر دیا۔ اس شورش کی خبر اکبر کو ملی۔ نوکران شاہی سے مقابلہ ہوا۔ اور یوسف خان کے نوکروں نے جو مصلحت سے شریک یادگار ہوئے تھے اس کا سر جدا کیا۔ اور راستے ہی میں حضور اکبری میں پہنچایا الغرض قطع منازل کرتے شہنشاہ اکبر کشمیر آیا۔ دریائے ڈل و زعفران زار وغیرہ کی سیر کے بعد ہندوستان واپس ہوا۔ اور مرزا یوسف خاں بدستور سابق حکمران ہوا۔ اور صوبہ کشمیر کی ایک لاکھ خروار جمع مقرر ہوئی۔

تیسری مرتبہ کشمیر کی سیر

بیالیسویں (۴۲) سال کشمیر کا ارادہ ہوا۔ اسی زمانے میں ایک غدری جس نے اپنے آپ کو عمر شیخ مرزا ولد سلیمان مرزا کہکر بغاوت کی۔ بکر محمد قلی کے

نوکروں نے گرفتار کر کے اکبر کے روبرو پیش کیا اور وہ قتل کیا گیا اثنائے راہ میں سیالکوٹ کی رعایا نے محمد بیگ کروڑی کے مظالم کی شکایت کی جو بعد تحقیقات سولی پر چڑھایا گیا اس کے بعد کشمیر میں نزول ہوا۔ تمام ایام قیام عیش و آرام میں بسر ہوئے دریائے ڈل کے چراغوں سے عجب کیفیت ہوئی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پانی میں آگ لگا دیگئی ہے۔ دو ہزار کشتیاں پانی میں چھوڑ دی گئیں اور اس میں چراغ روشن کردئے تھے بہر حال خوب لطف اٹھانیکے بعد کشمیر سے لاہور واپس ہوکر مقام ہوا۔

ولایت اوڑیسہ کی فتح

یہ ولایت قتلو کے تصرف میں تھی اس کے انتقال کے بعد پٹھانوں نے اس کے لڑکے عثمان خاں کو جانشین کیا بموجب حکم اکبر راجہ مان سنگھ اوڑیسہ روانہ ہوا اور چند مرتبہ جنگ و جدال کے بعد صلح ہوئی اور اکبری خطبہ و سکہ جاری ہوا سینتیسویں سال جلوس ۱۰۰۰ھ میں اوڑیسہ داخل ممالک محروسہ ہوا۔

قندھار کی فتح

مظفر حسین مرزا و رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ کے قندھار میں تھا۔ جب شاہ عباس والیٔ ایران کا تسلط ہوا تو گھبرایا اور تورانیوں سے بھی مطمئن نہ تھا جب اکبر کو اس واقعہ کی خبر ملی۔ فوراً خان خاناں کو قندھار کی تسخیر کیلئے روانہ فرمایا۔ راستے میں رستم مرزا نے اپنے بھائی مظفر حسین سے شکست کھا کر درگاہ اکبری میں آکر نیازمندی ظاہر کی چنانچہ اکبر کے پاس بہت ہی احترام سے پہنچایا گیا اور پنج ہزاری منصب پر سرفراز ہوا اور ملتان و بلوچستان کی جاگیر عطا ہوئی۔

ابو سعید مرزا برادر رستم مرزا اور مظفر حسین مرزا اور اس کا بیٹا بہرام مرزا سب کے

سب یکے بعد دیگرے درگاہ اکبری میں حاضر ہوئے! اور ہر ایک حسب لیاقت کامیاب ہوا۔ قندہار ممالک محروسہ میں داخل کر لیا گیا! اور خان دوران عرف شاہ بیگ خاں حاکم کابل کو قندھار کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا ؛

ولایت ٹھٹھہ کی فتح اور مرزا جانی بیگ کا حاضر ہونا

جس وقت خان خانخاناں قندھار کی تسخیر کی اجازت پاکر نواحی ملتان میں پہنچا۔ فرمان نافذ ہوا۔ کہ پہلے ولایت ٹھٹھہ فتح کیا جائے۔ چنانچہ بموجب حکم خانخاناں مع راول بھیم حاکم جیسلمیر اور دلپت ولد رائے سنگھ کے روانہ ہوا۔ مدت دراز تک محاصرہ رہا۔ مرزا جانی بیگ شکست کھا کر بھاگا پھر صلح کر لی اسی لڑائی میں پسر راجہ ٹوڈرمل ہارونے شجاعت اور مردانگی میں یکتائی ظاہر کی اور راہی بقا ہوا! اور اپنی لڑکی خانخاناں کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی۔ بعد ازاں ۳۸ سال جلوس ۱۰۰۱ھ کو خانخاناں کے ہمراہ دربار اکبر میں حاضر ہوکر سرفرازی پائی۔ اور سہ ہزاری منصب وٹھٹھہ کی جاگیر عطا ہوئی۔ خانخاناں کو اس جانفشانی کے صلہ میں بڑی عزت حاصل ہوئی۔ اور ٹھٹھہ ممالک محروسہ میں داخل ہوا ؛

بھکّر کی فتح

انیسویں سال جلوس میں محب علی خاں اور مجاہد خاں بھکّر کی تسخیر کیلئے متعین ہوئے تھے! انہوں نے محاصرہ کیا۔ آخر والی بھکر سلطان محمود نے عاجز ہوکر عرضداشت کی۔ کہ محاصرہ اٹھا لیا جائے۔ تاکہ قلعہ شاہزادہ والاگہر کی نذر کردوں۔ جواب ہنوز نہ پہنچا نہ تھا۔ کہ محمود انتقال کر گیا۔ اور ۹۸۱ھ میں بھکر داخل ممالک محروسہ ہوا ؛

جشن نوروز اور امرا کا حجرات دیوان عام کا آراستہ کرنا

حکم ہوا کہ دولت خانۂ خاص و عام جس میں ایک سو بیس ایوان ہیں۔ امرائے عظام پر تقسیم کئے جائیں۔ اور صلح جھروکہ میں بیوپات کے متصدی رہیں۔ سبھا منزل خاص و دولت خانہ کی آئینہ بندی کی جائے۔ اس جشن میں ہر ایک نے اپنی اپنی لیاقت کا صلہ پایا۔ روز شرف کے آنے تک حکم ہوا۔ کہ ہر ایک امیر شہنشاہ کی ضیافت کرے۔ انہیں ایام میں بارگاہ شاہی میں آگ لگی تین روز تک اکثر عمارات جلتی رہیں جب یہ آگ سرد ہوئی حکم ہوا۔ کہ روز شرف آفتاب قریب ہے۔ بہت جلد از سر نو بارگاہ تیار ہو۔ بہت جلد تکمیل ہوئی اس روز بیس گز مربع حوض میں زر خطیر بھر گیا جو امرا اور فقرا کو حسب منصب عطا ہوا۔ تعجب ہے۔ کہ بارگاہ شاہی میں جس روز آگ لگی تھی اسی روز شاہزادہ سلطان مراد کے گھر "دکن" میں بھی آگ بھڑکی تھی

میاں تان سین مولینا عرفی شیرازی اور شیخ ابو الفیض فیضی کی رحلت

(۱) میاں تان سین جو علم موسیقی میں یکتائے روزگار اور نادرات زمانہ سے تھا ساتویں سال جلوس کو راجہ رام چند مرزبان باندہو نے بطور تحفہ پیش کیا بادشاہ بھی ماہر موسیقی تھا اسلئے بیحد محبت کرتا تھا۔ چونتیسویں [۳۴] سال جلوس کو انتقال کر گیا۔

(۲) مولینا عرفی شیرازی چھتیس برس کی عمر میں چھبیسویں [۲۶] سال جلوس کو رحلت کر گیا۔

(۳) شیخ ابو الفیض فیضی نے جلوس کے بارھویں سال دربار اکبری میں دخل پایا۔ اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقی کی۔ اور تینتیسویں [۳۳] برس ملک شعرائی کا خطاب

عطا ہوا۔ انتالیسویں برس قرآن کی بے نقط تفسیر ۔ ملذمن اور مرکز ادوار تصنیف کیا۔
انتقال سے دو روز قبل شاہ مع شاہزادوں کے شیخ کو دیکھنے گیا تھا۔ آخر
موت نے قبضہ کیا۔ اور چالیسویں سال جلوس کو انتقال کر گیا۔ بادشاہ کو سخت
صدمہ ہوا ۔

برہان الملک کا حضور میں آنا اور دکن کی مہم کیلئے امداد پانا

یہ شخص اپنے چچا اسمٰعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہو کر قطب الدین خاں
غزنوی کی وساطت سے درگاہِ اکبری میں حاضر ہوا۔ اور محالات بنگش پر مقرر
ہوا۔ جب چند سال کے بعد حضور میں آیا۔ احمد نگر کی تسخیر کیلئے مدد چاہی۔ صوبہ مالوہ
کے حکام اور خاندیس کا حاکم اس کی مدد پر مقرر ہوا چنانچہ احمد نگر فتح ہوا۔ اور
برہان الملک کے قبضہ میں آگیا۔ کمینہ تھا۔ اس لئے بادشاہ سے سرکشی کی۔ اکبر نے
راجہ علی خاں کو نصیحت کے لئے مقرر کیا۔ مگر برہان الملک نے ایک نہ مانی۔ اور
عیاشی میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کی بہن چاند بی بی نے اپنے بھانجے ابراہیم خاں
ابن برہان الملک کو حاکم مقرر کیا۔ اور انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اکبر نے شاہزادہ
مراد کو روانہ کیا۔ شاہزادہ مراد نے فتح پائی۔ بعدازاں شاہزادہ نے عادل شاہ حاکم
بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ کو بارہا شکست دی۔ مگر دکن میں پہنچکر شاہزادہ
مبتلائے مے نوشی ہوا۔ اور مے کشی کا ایسا شغل بڑھا کہ بندوبست کی سدھ
بدھ نہ رہی۔ شیخ ابوالفضل نے مہم دکن پر رخصت پائی۔ جسوقت ابوالفضل شاہزادہ
مراد کے پاس پہنچا اسیوقت شاہزادہ بیماری کی افراط سے عالم علوی کو سدھارا۔ اس
حادثہ سے لشکر اور دشمنوں میں ایک شورش اور ہنگامہ برپا ہوا۔ مگر شیخ کے انتظام
اور زرپاشی سے شورش نہ بڑھی۔ اور یہ خبر پرملال بادشاہ کو پہنچی۔ تو بیحد رنج ہوا۔

فوراً شاہزادہ دانیال کو دکن پر رخصت فرمایا۔ اور خود بھی عازم ہوا ؛

اکبر کا لاہور سے دکن کی طرف کوچ کرنا ؛

جب بادشاہ نے دکن کی طرف کوچ کیا پٹیالہ کے قریب مسلمان فقیر اور سنیاسیوں میں کچھ لڑائی ہو گئی تھی مسلمان فقیروں کو اُن کی زیادتی کے باعث قید کیا ۔ اور انتظام کے بعد دریائے بیاسا سے گذر کر گورو ارجن کے مکان پر پہنچا ۔ جو نانک شاہ کی گدی پر بیٹھا تھا۔ اس نے بہت کچھ آؤ بھگت کی ۔ اور پرگنات کی جمع پنجاب میں لشکر آنے کیوجہ سے مہیا نہ ہونیکی التجا کی اکبر تخفیف کا حکم دیکر تھانیسر پہنچا۔ یہاں کے حاکم سلطان کروری سے رعایا پر ظلم کرنیکا ثبوت پاکر پھانسی دیگئی ۔ اور اکبر آباد پہنچا۔ شیخ ابوالفضل حسب استدعا برہانپور روانہ ہوا دریائے نربدا سے پار ہوتے وقت ایک ہاتھی کی زنجیر آہنی طلائی ہو گئی تھی ۔ القصہ برہانپور میں نزول ہوا ۔ اور اکبر آباد سے برہانپور دو سو بائیس کوس ناپا گیا ۔ یہاں پہنچکر اکبر نے جشن فرمایا ۔ اور شیخ بھی دکن سے حاضر ہوا ۔ اور اسکو برہانپور کی حکومت عطا ہوئی ۔ بعدہ قلعہ آسیر کی تسخیر کا حکم ہوا جہاں کا حاکم راجی علی خاں کا پوتا سرکش ہو گیا تھا ؛

ملک آسیر اور احمد نگر کی تسخیر

شیخ ابوالفضل نے رخصت پاکر قلعہ کو گھیر لیا ۔ کئی دنوں تک محاصرہ رہا ۔ آخر شیخ بذریعہ رسن قلعہ پر چڑھا ۔ اور لشکروں نے بھی اسکا ساتھ دیا چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد قلعہ فتح ہو گیا ۔ اور وہاں کا حاکم عاجز ہو کر ملاقات کو حاضر ہوا ۔ اور شیخ کی توسط سے بارگاہِ اکبری میں موردِ عنایات ہوا۔ اس کارنمایاں کی عوض شیخ کو علم ۔ نقارہ ۔ اسپ اور خلعت خاصہ سے سرفراز کیا گیا ۔ اور ناسک کی تسخیر کا حکم ہوا ۔

پھر احمد نگر اور راجوری وغیرہ کے مفسدوں کی گوشمالی شیخ کے تجویز ہوئی۔ جس وقت قلعہ احمد نگر فتح ہوا! ور شیخ عبدالرحمن والد ابوالفضل نے ولایت تلنگانہ کو مسخر کر لیا بہادر نظام الملک نبیرہ برہان نظام الملک حضور میں آیا۔ اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ نے پیشکش بھیجکر نیازمندی ظاہر کی۔ جب اکبر کو دکن کے انتظام سے دلجمعی حاصل ہوئی۔ شاہزادہ دانیال کو وہاں پر متعین فرمایا۔ خاندیس کا نام داندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا۔ اور خانخاناں کو شاہزادہ کی خدمت میں اور ابوالفضل کو احمد نگر پر مقرر فرماکر برہانپور سے اکبر آباد آیا ؎

دکن کے سابق سلاطین

بعض تواریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ سابق زمانے میں تمام دکن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوصاً محمد شاہ فخرالدین جوناں ابن غیاث الدین تغلق شاہ نے تسلط کیا۔ اور دیوگر کا نام دولت آباد رکھکر دارالسلطنت مقرر کیا۔ اس کے ظلم سے رعایا منحرف ہوئی۔ اور ہنگامہ مچگیا۔ سلطان محمد شاہ نے دفع فساد گجرات کیلئے ملک لاچین کو دولت آباد سے طلب کیا۔ باغیوں نے ملک لاچین کو زہر دیکر خاتمہ کر دیا۔

حسن گنگو بہمنی جس کا نام علاؤالدین حسن تھا۔ باغیوں سے متفق ہو کر دولت آباد کا حاکم بن بیٹھا! ور محمد علاؤالدین لقب مقرر ہوا۔ اجب یہ خبر سلطان محمد کو پہنچی پریشان ہوا۔ اور گجرات سے فرصت پاکر اس طرف جانیکا ارادہ کر رہا تھا۔ کہ راستے میں انتقال کر گیا۔ حسن گنگو چونکہ بہمن بن اسفندیار بن گستاشپ کی نسل سے تھا۔ اس لئے اس کو بہمنی کہتے تھے۔ سنہ ۷۴۸ھ میں دکن پر متصرف ہوا۔ اور گیارہ برس گیارہ ماہ حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اٹھارہ برس حکمران رہا! اسی طرح اس کے خاندان سے پندرہ دیگر بادشاہوں نے ایک سو ستتر برس دکن پر حکومت

کی۔ سلطان نظام شاہ جو گیارہویں نسل سے اس وقت سات برس کی عمر میں مسند نشین ہوا تھا۔ یزید نامی امیر نے اس کی خورد سالی سے مستفید ہو کر تسلط پیدا کیا۔ اس نے اور اس کی اولاد نے بہت غلبہ حاصل کر لیا۔ لہٰذا ۴۸ برس اس کی اولاد حکمران رہی۔ اگرچہ برائے نام خاندانِ حسن گنگو کی سلطنت تھی۔ سنہ ۹۳۰ھ میں عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ والئ گجرات کی اطاعت قبول کی۔ اور اس کے نام کا خطبہ و سکہ دکن میں جاری کیا۔ اسوقت یزید خود سلطان ولی اللہ کو محبوس کر کے حکمرانی کرتا تھا۔ اور اسی سال امرائے بہمنی نے ملک دکن کو باہم تقسیم کر لیا۔ اور حاکم ولایت بیجاپور یوسف عادل خاں نے عادل شاہی حکومت اور سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی سلطنت نے قطب شاہی سلطنت کا آغاز کیا۔

عادل شاہی حکومت

یوسف عادل شاہ ایک گرجی غلام تھا سلطان شہاب الدین محمود بہمنی نے ولایت شولاپور اس کے تفویض کی تھی۔ اس نے موقع کو غنیمت جان کر بیجاپور کو تسخیر کر لیا۔ اور دریائے کرشنا تک قابض ہو گیا۔ سات سال کی حکومت کے بعد انتقال کر گیا۔ پھر اسمٰعیل عادل شاہ اس کے بیٹے نے ۲۰ سال حکومت کی۔ اور ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ نے ۲۱ سال۔ اور پھر علی عادل شاہ اس کا بھتیجا حکمران رہا۔ اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہوں کی سلطنت رہی۔

قطب شاہی حکومت

چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست تھا اسلئے سلطان قلی نے خود اپنے تئیں فروخت کر کے غلامی قبول کی۔ اور ترقی کرتے کرتے ولایت گولکنڈہ کی حکومت پائی۔ اور ایک سال بعد انتقال کر گیا۔ جمشید قطب الملک یا قطب شاہ اس کا بیٹا ۷ برس اور ابراہیم قطب جو سلطان قلی کا بھائی تھا۔ ۳۵ برس محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم بیجد

عیاش تھا اور جس کے پاس ہزار رنڈیاں نوکر تھیں۔ بھاگ نامی رقاصہ پر عاشق ہو کر اس کا تابع ہوا اور اس کے نام پر بھاگ نگر شہر آباد کیا۔ گیارہ برس تک حکومت کی پھر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ۶۰ برس حکومت کی۔ اور پھر اس کا داماد سلطان ابوالحسن وارث ہوا۔ جس سے اورنگ زیب نے لڑ بھڑ کر کچھ زمانہ کے بعد اُس کا ملک چھین لیا ٭

احمد نگر کے نظام الملک

اس سلسلہ کا مبدا احمد نگری نظام الملک ہے اس کا باپ غلام اور برہمن کی نسل سے تھا۔ اسی نے شہر احمد نگر آباد کیا۔ ایام حکومت ۴۴ سال۔ بعد میں برہان نظام الملک اس کا بیٹا ۴۸ برس اور حسین نظام الملک بن برہان ۱۳ سال اور مرتضیٰ نظام الملک اس کا بیٹا ۸ سال (بعض بیس سال کہتے ہیں) پھر میر حسین نظام الملک اس کا بیٹا دس سال۔ پھر اسمٰعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضیٰ نظام الملک ۲ برس۔ اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمٰعیل نظام الملک سے آزردہ ہو کر دربار اکبری میں حاضر ہوا اور ۹۹۹ھ میں کمک لیکر چچا پر فتح پائی۔ بعد میں جاہ و دولت کے غرور کی وجہ سے اکبر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا جب مرا تب اسکی بہن چاند بی بی نے برہان نظام الملک کے چھوٹے لڑکے ابراہیم نظام الملک کو گدی پر بٹھا دیا۔ خود مہموں کے نظم و نسق میں مشغول ہوئی۔ ادھر بادشاہی افواج بھی اِس ولایت کے تسخیر کرنے پر متعین ہوئیں کئی بار لڑائی ہوئی۔ آخر کار شیخ ابوالفضل کی ہمت سے وہ تمام ولایت فتح ہوئی۔ اور ممالک محروسہ میں داخل ہوئی۔ ۷۶ سال نظام الملوک کے قبضے میں رہی ٭

شیخ ابوالفضل کا مارے جانا

اکبر دارالخلافہ اکبر آباد میں تھا کہ کسی ضرورت کی وجہ سے

ابوالفضل کو بلوایا۔ شیخ نے بموجب حکم عبدالرحمٰن اپنے فرزند کو احمد آباد میں چھوڑ کر روانہ ہوا! انہیں دنوں شاہزادہ سلیم شاہ یعنی جہانگیر بادشاہ آزردہ ہو کر الہ آباد میں مقیم تھا۔ شیخ کی آمد کی خبر پائی۔ اور شیخ کی آمد کو مناسب نہ جانا۔ کیونکہ اندیشہ تھا۔ کہ شاید مزید اس کی شکایت۔ بادشاہ کے روبرو ہو۔ اس لئے راجہ نرسنگھ دیو ولد بکر کو جس کا مسکن اثنائے راہ دکن میں تھا! اور جو شاہزادہ کا راز دار بھی تھا۔ بلاکر شیخ کو ٹھکانے لگانے کی سنائی۔ چنانچہ راجہ نرسنگھ دیو نے شیخ کو راستے میں روک کر جس کے ہمراہ صرف ۱۶ آدمی تھے۔ برسرپیکار ہوا۔ شیخ نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ مگر زخم نیزہ کھا کر راہِ ملکِ بقا ہوا۔ شیخ کا سر شاہزادہ کے پاس روانہ کیا گیا۔ جو بڑے مقام میں ایک مدت تک پڑا رہا۔ جب بادشاہ کو خبر پہنچی۔ بیہوش ہو گیا۔ چھاتی پر ہاتھ دے مارا۔ بے قراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر ہوئے۔ جو خلاف شان تھے۔ وزرائے رایان پتھرداس کو جو وہاں کا فوجدار تھا مع شیخ عبدالرحمٰن وغیرہ کے راجہ نرسنگھ دیو کی سزا کیلئے مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ اس خودسر کا سر حاضر ہو۔ ساتھ ہی اس کے زن و بچوں کو بھی برسر دار کیا جائے۔

انیسویں سال جلوس کو ابوالفضل نے ملازمت کی۔ اس نے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی۔ شیخ اکثر علوم سے بہرہ یاب تھا۔ روز بروز ترقی کرتے گیا یہانتک کہ شاہزادوں کو رشک تھا۔ شیخ کی مصاحبت سے اکبر بیحد محفوظ رہتا۔ اس کی جدائی منظور نہ تھی۔ مگر سخت ضرورتیں لاحق ہونے کی وجہ سے مجبوراً جدا کیا تھا۔

شاہزادے سلیم اکبر کے بڑے لڑکے کی بغاوت

جس زمانے میں اکبر نے دکن کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ سلیم رخصت پاکر اجمیر میں مقیم ہوا۔ راجہ مانسنگھ سپہ سالاری میں ہمرکاب تھا۔ اور امرائے بنگالہ کی شورش

کا اظہار کرتے ہوئے اپنے لڑکے کی شکست بیان کی۔ شاہزادہ سلیم اس کی اغوا سے الہ آباد پہنچا۔ اور وہاں کے محال کو جو آصف خاں جعفر کی جاگیر سے متعلق تھے۔ اپنی سرکار میں داخل کئے۔ اور تیس ۳۰ لاکھ روپیہ جو خزانہ صوبہ بہار میں تھا۔ سپاہ بھیجکر منگوا لیا۔ ایسی ایسی حرکات اکبر کی اجازت کے بغیر سرزد ہوئیں۔ ادھر لگانے بجھانے والوں کو موقع ہاتھ آیا۔ انہوں نے اکبر سے جھوٹ سچ جوڑ کر خوب بھڑکایا۔ لہٰذا بادشاہ نے ایک فرمانِ نصیحت روانہ فرمایا۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ آخر اکبر دکن سے اکبر آباد واپس ہوا۔ اور ابوالفضل کی ناگہانی موت کی خبر سُنی۔ شاہزادہ تیس ۳۰ ہزار سوار کے ساتھ الہ آباد سے آگرہ کو متوجہ ہوا۔ دولت خواہوں نے عرض کیا۔ شاہزادہ کا کثرت سپاہ کے ساتھ آنا قرینِ مصلحت نہیں۔ اس لئے فرمان نافذ ہوا۔ "کہ تمہارا اس شان سے آنا منظور نہیں۔ بہتر ہے کہ لوگوں کو جاگیریں دے کر اکیلے ملازمت میں چلے آؤ۔ اور اگر کسی طرح کا اس طرف سے وہم ہو۔ تو فوراً الہ آباد روانہ ہوجاؤ۔ اطمینانِ دل کے بعد حاضر خدمت ہونا۔" شاہزادہ نے عجز وانکسار سے جواباً عرضی روانہ کی۔ اور الہ آباد روانہ ہوگیا جس کے بعد صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ کی جاگیر کیلئے فرمان نافذ ہوا۔ شاہزادہ نے وہاں کا جانا منظور نہ کیا۔ یہاں سلیمہ سلطان بیگم کو دلجوئی کے لئے روانہ کیا گیا۔ یہ الہ آباد پہنچکر شاہزادہ سلیم کو ہمراہ لے آئیں۔ جب اکبر آباد ایک منزل رہ گیا۔ اکبر کی والدہ مریم مکانی خود تشریف لے جا کر اپنے مکان میں لے آئیں۔ اور اکبر بھی وہاں تشریف لے گیا۔ شاہزادہ نے مریم مکانی کے توسل سے قدمبوسی کی۔ اور ایک ہزار طلائی مُہر اور ۷۷۹ زنجیر فیل نذر کیں۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو بغل میں لیا۔ اور اپنی پگڑی شاہزادہ کے سر پر رکھی۔ چند دنوں کے بعد رانا کی سرکوبی کیلئے شہزادہ کو روانہ کیا مگر شاہزادہ بعض موانع کی وجہ سے رانا کی سرکوبی کو ملتوی کر کے بلا اجازت الہ آباد آگیا۔ جو اکبر کی دل آزردگی کا باعث ہوا۔ ۶۴ برس کی عمر میں اکبر کی ماں

مریم مکانی نے اجل کا برقعہ اوڑھا۔ اکبر نے بموجب رسم داڑھی اور سر منڈا کر ماتم کیا۔ اور لاش دہلی میں دفن کی گئی۔ شاہزادہ سلیم اس خبر کے سُنتے ہی فوراً حاضر بارگاہِ اکبری ہوا۔

دکن میں شاہزادہ دانیال کی رحلت

سلطان دانیال اپنے بھائی مراد کی طرح دن رات مے خواری میں بسر کرتا تھا ہر چند اکبر نے فرامین نصیحت صادر فرمائے۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند مدت تک خانخاناں عبدالرحیم اور خواجہ ابوالحسن نے بموجب حکم حفاظت کی۔ مگر شکار کے حیلہ سے جنگل چلا جاتا۔ اور قراول بموجب ایما بندوق کی نعل میں شراب چھپا کر پہنچاتے۔ آخر کثرت میکشی سے چالیس روز بیمار رہا۔ اور ۱۰۱۳ھ سال پچاس جلوس کو تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں میخانۂ بقا کی راہ لی۔

بادشاہ اکبر کی رحلت

اکبر سلطان مراد کے صدمے سے غمزدہ تو تھا ہی کہ دانیال بھی رخصت ہوا۔ داغ پر داغ لگا۔ ناتوانی سے بیمار ہوگیا۔ خیر خواہوں نے سبھی کچھ کیا۔ بیماری کی عجیب کیفیت رہی۔ امراض متضاد نے گھیر لیا۔ ایک کی دوا سے دیگر امراض ترقی کرنے لگیں۔ باوجودِ ضعف کے مستقل مزاج تھا۔ جب نزاع کا عالم قریب ہوا۔ حکیم علی معالجہ چھوڑ کر روپوش ہوگیا۔

بدھ کی رات ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ کو مطابق باون برس جلوس ۶۵ سنہ قمری کی عمر پاکر اکبر آباد میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اور باغ سکندرہ میں دفن ہوا۔

ابوالمظفر نورالدّین محمّد جہانگیر بادشاہ

شاہزادہ سلیم بن جلال الدین محمّد اکبر بادشاہ سنتیس برس کی عمر میں بروز پنجشنبہ چودھویں جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ کو اکبر آباد میں تخت نشین ہوا اس جشن میں محمد شریف ولد خواجہ عبدالصّمد کو امیرالامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا۔ اسی طرح مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدولہ کا خطاب اور مرزا جان بیگ کو جو شہزادگی کے عہد میں دیوان تھا۔ وزیرالممالک کا لقب دیکر دونوں کو دیوانی کاموں پر مامور فرمایا گیا۔

زمانہ بیگ جس نے ایامِ شاہزادگی میں خدمات شائستہ انجام دی تھیں۔ مہابت خاں اور پیر خاں لودھی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا چند سال کے بعد صلابت خاں کو خان جہان کا خطاب ملا۔ اور شیخ فرید بخاری کو منصب پنجہزاری عطا ہوا۔ راجہ مان سنگھ کو خلعت چارقب وغیرہ مرحمت ہوئی۔ اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش اور آصف خاں جعفر کو جو بہار سے حاضر دربار ہوا تھا۔ حضوری میں رکھا۔ اور بہت سے امرا شاہی اعزاز سے سرفراز ہوئے۔

سلطان خسرو بڑے شاہزادے کی بغاوت

سلطان خسرو خوشامدیوں کی چکنی چکنی باتوں میں آگیا اور سلطنت کی ہوا دماغ میں چھائی تھی۔ جس کا سبب اکبر کا شاہزادہ سلیم کو عیش میں مبتلا دیکھنا۔ اور جہانداری کے لائق نہ سمجھ کر اس کے لڑکے خسرو کو قابل کہتا تھا۔ "بس

دن رات اس کے دماغ میں وہی الفاظ گونجا کرتے۔ چنانچہ جلوس کے چھٹے ماہ بعد چند رازداروں کے ساتھ اکبرآباد سے نکل کر بھاگا۔ جہانگیر بادشاہ کو خبر ہو گئی۔ فوراً شیخ فرید بخاری کو لطور منقلا روانہ کیا۔ اور خود بھی پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ متھرا پہنچا۔ اور حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آیا تھا۔ شاہزادہ کی ملاقات سے رفیق بن گیا۔ یہ دونوں راستے میں آگ لگاتے اور سرکارِ شاہی کے سامان کو بگاڑتے ہوئے لاہور پہنچے۔ دلاور خاں صوبہ دار نے قلعہ بندی کی۔ شاہزادہ نے بہت کوشش کی۔ مگر قلعہ ہاتھ نہ آیا۔ اسی عرصہ میں شیخ فرید بھی آپہنچا۔ شہزادہ شیخ کی طرف پلٹ آیا۔ اور شیخ سے شکست کھا کر مع حسن بیگ وغیرہ کے بھاگ نکلا۔ اس اثنا میں بادشاہ رونق افروز ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا۔ کہ اکبرآباد پر فوج کشی کرے۔ مگر حسن بیگ کے بہکانے سے کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ دریائے چناب پر پہنچکر چاہتا تھا۔ کہ پار ہو جائے۔ میرابوالقاسم اور ہلال خاں خواجہ جو گجرات کے حدود میں شاہ دولہ تھے۔ اس خبر سے باخبر ہو کر آپہنچے۔ اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کر کے گجرات لے گئے۔ اور عرضداشت روانہ کی۔

بادشاہ نے امیرالامرا کو گجرات روانہ کیا۔ اور شاہزادہ مع رفیقوں کے حاضرِ دربار کیا گیا۔ حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پابجولاں قید کریں۔ اور حسن بیگ کو پوست گاؤ اور عبدالرحیم کو گدھے کے پوست میں شہر میں پھرائیں۔ حسن بیگ دوپہر کو انتقال کر گیا۔ اور عبدالرحیم کو دو دن کے بعد سفارش سے چھوڑ اگیا۔ چنانچہ وہ زندہ بچ گیا۔ شاہزادہ کی چند سال بعد چند روپ سنیاسی نے سفارش کی۔ مگر خلاصی نہ ہوئی۔ بعدازاں جشن نوروزی مقرر ہوا۔ اور سلطان پرویز برادرِ خورد خسرو کی سفارش پر چند دن رہائی ملی۔ پھر مقید کر لیا گیا۔ آخر کار جب

شاہزادہ خرم شاہجہان کو دکن کی مہم پر روانہ کیا۔ تو خسرو کو بھی مسلسل ہمراہ کر دیا۔ چنانچہ پندرھویں سال جلوس کے خسرو انتقال کر گیا۔ شیخ فرید کو مرتضیٰ خانی خطاب ملا۔ اور حسب استدعا پرگنہ بیروال (فتح آباد) کو جہاں شیخ نے شاہزادہ پر فتح پائی تھی۔ بطور جاگیر عطا کیا گیا۔

"سیر کابل"

بادشاہ جہانگیر دوسرے سال کے شروع میں لاہور سے کابل کی سیر کو روانہ ہوا یہاں کی سیر سے محظوظ ہو کر فرمایا۔ کہ باغ شہر آرا کے نزدیک جو بابر نے بنایا تھا۔ دوسرا باغ جہاں آرا تعمیر ہو۔ بوقتِ قیام کابل عرض ہوا۔ کہ کابل کے حدود پر بلخ کی طرف ضحاک اور بامیان کے درمیان ایک شعبہ خواجہ سرا تابوت کے نام سے مشہور ہے۔ جس کو چار سو برس وفات پائے ہو گئے اور ہنوز اس کے اعضا درست ہیں۔ اور اس کی گردن میں ایک ایسا زخم بتلایا جاتا ہے۔ کہ اگر اس پر سے پٹی علیحدہ کی جائے۔ تو خون جاری رہتا ہے۔ پس اس کی تحقیق کا حکم ہوا۔ اور معتمد خاں مصنف جہانگیر نامہ کو مع ایک جراح کے روانہ کیا گیا۔ معتمد خاں بعد از صد دشواری وہاں پہنچا اور لاش کو دیکھا۔ کہ جس قدر اعضا زمین میں پہنچے ہیں۔ بوسیدہ ہو گئے ہیں۔ اور آنکھ بند ہے۔ دانت ایک اوپر ایک نیچے۔ کان گردن سے کسی قدر بوسیدہ۔ ہاتھ پیر کے ناخن درست۔ لیکن زخم نہ معلوم ہوا۔ پرانے لوگوں نے چنگیز خاں اور سلطان جلال الدین کی لڑائی جو ۶۱۱ھ میں ہوئی تھی۔ اس شخص کی شہادت اس میں بیان کی۔ بعد تحقیق معتمد خاں نے یہ کیفیت حضور کو بیان کی! اور سیر و انتظام کے بعد جہانگیر شاہ ہندوستان

واپس ہوا۔

نورجہان بیگم زوجہ شیر افگن کا حرم سرائے سلطانی میں داخل ہونا

شیر افگن خاں جس کا نام علی قلی تھا اور اسمٰعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کا سفیر تھا۔ اسمٰعیل مرزا کے انتقال کے بعد قندھار ہوتے ہوئے ہندوستان آیا۔ عہد اکبری تھا۔ خان خانخاناں عبدالرحیم کی توسط سے حضوری میں پہنچکر منصب سے سرفراز ہوکر شیر افگن کا خطاب پایا۔ اور صوبہ بنگالہ میں جاگیر ملی اور نورجہاں بیگم سے نکاح کیا۔ جہانگیر عہد جوانی میں نورجہاں کو حرم سرائے اکبری میں دیکھکر عاشق ہوگیا تھا۔ قطب الدین کوکلتاش خاں کو چند دنوں بعد بنگالہ کا صوبہ دار کیا۔ اور درپردہ ہر ممکن طریقہ سے طلاق دلا کر یا شیر افگن کو قتل کرکے نورجہاں کو روانہ کرنے کا ارشاد کیا۔ قطب الدین بنگالہ پہنچکر شیر افگن کی جاگیر بردوان کو روانہ ہوا۔ شیر افگن نے اس کی عزت کی۔ قطب الدین نے کنایۃً شیر افگن سے کہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ جب تصریح ہوئی۔ فوراً قطب الدین کا کام تمام کیا! اور قطب الدین کے نوکروں نے شیر افگن کا کام تمام کیا۔

نورجہاں غیاث بیگ اعتماد الدولہ کی بیٹی تھی! اعتماد الدولہ جو خواجہ محمدؐ شریف طہرانی کا لڑکا تھا۔ حاکم ہرات محمدؐ خاں کا دیوان رہا۔ جس نے ہمایوں کی ضیافت اور تواضع حسب الحکم شاہ طہماسپ کی تھی! اور محمدؐ خاں کی وفات کے بعد شاہ طہماسپ کا وزیر ہوا۔ جب خواجہ محمدؐ شریف

طہرانی نے انتقال کیا۔ اس کے دو نو لڑکے غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان کو آئے۔ غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی جب قندھار آیا۔ دوسری لڑکی (نورجہاں) تولد ہوئی۔ وہاں سے فتحپور پہنچکر شاہ اکبر کی ملازمت کی۔ اور دیوان بیوتات ہوا۔ اسی زمانہ میں نورجہاں کا عقد شیر افگن سے کیا گیا تھا۔

الغرض شیر افگن کے مارے جانے کے بعد عملہ شاہی نے نورجہاں کو دربار میں روانہ کیا۔ اور چھٹویں سال جلوس کو حرم سرائے شاہی میں داخل کیا گیا۔ پہلے نورمحل پھر نورجہاں خطاب ہوا۔ بادشاہ کو ہمیشہ مست شراب دیکھکر سلطنت کے کاروبار میں دخل انداز ہوتی۔ اور بادشاہ نے بھی سلطنت کا نظم و نسق بیگم کے ہاتھ میں دے دیا۔ نورجہاں فرقہ نسواں سے ممتاز تھی۔ اور شعور میں مردوں کو خجل کرتی تھی۔ شاعرہ بھی۔ اور نہایت ہی صائب رائے۔ اس کا باپ اعتماد الدولہ بعہدۂ وکالت کل پر سرفراز تھا۔ اور ابوالحسن بیگم کا بڑا بھائی جس کو اعتماد خانی کا خطاب ملا تھا۔ میر سامانی مقرر ہوا۔ اور جملہ لواحقین خطاب خانی اور ترخانی سے سرافراز کیے گئے۔

خان عالم کی ایران کی ایلچی گری سے واپسی

جلوس بادشاہی کے دسویں سال خان اعظم ایران سے واپس ہوا۔ اور اس کے ہمراہ زنبیل بیگ سفیر ایران بھی جو فرستادہ شاہ عباس تھا۔ باریاب ہوا۔ جب بادشاہ نے خان عالم سے شاہ ایران کی

خوشنودی اور خان عالم کے گھر شاہ ایران کا آنا اور وداع کے وقت شاہ ایران کی رسم ادا کرنے کا حال سنا۔ بے حد خوش ہوا۔ اور اضافہ منصب اور دیگر عنایاتِ بیکراں سے سرفراز کیا۔ کہا جاتا ہے کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے اس وقت تک ایسی خوبی سے سفارت کا کام سرانجام نہیں دیا تھا۔

بادشاہ کا سیر کیلئے احمد آباد و گجرات کو روانہ ہونا

بارھویں سال جلوس کو بادشاہ جہانگیر گجرات پہنچا۔ اور آب و ہوا کی مخالفت کی وجہ سے احمد آباد نزول فرمایا۔ خیر النسا بیگم بنت خانخاناں نے گجرات میں بادشاہ کی ضیافت کی۔ اور ایک مصنوعی باغ خزاں کے موسم میں آراستہ کیا۔ جو بالکل ممیز نہ ہوتا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور آفریں و تحسین فرما کر دارالخلافت کو روانہ ہوا۔

ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادہ خرم

شاہزادہ خرم مشہور بہ شاہجہان کے دسویں سال جلوس میں سلطان داراشکوہ اور گیارھویں سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے۔ جب بادشاہ گجرات سے واپس ہوئے۔ تو تیرھویں سال جلوس میں ماہِ ذی قعدہ کی گیارھویں کو ۱۰۲۷ھ میں محمد اورنگ زیب نے اس دنیا میں قدم رکھا۔

چاہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا اور لاہور میں عمارات جہانگیر آباد

چودھویں سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبر آباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور ہر دو کوس پر پختہ کنویں اور راستے میں دو رویہ درخت سایہ دار اور بار آور لگائے جائیں۔ تعمیل ہوئی۔ شاہزادگی کے عہد میں بادشاہ نے ایک موضع شیخو پور عہد طفلی میں شیخو کے نام سے پکارے جانے کی وجہ سے آباد کیا تھا۔ اب اس کا نام جہانگیر آباد رکھا۔ اور سکندر قراول کی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اس نے بموجب حکم عظیم عمارات اور تالاب و منارہ کی تعمیر کرائی۔ اسی زمانے میں آٹھ لاکھ کے خرچ سے دار السلطنت لاہور میں مختلف قسم کے مکانات اور باغ تعمیر کرائے گئے۔

حقّہ کشی کی ممانعت

اوّل اوّل جزائر فرنگ سے تمباکو کی برآمد ہوئی۔ آخر کار اس کا تخم ہندوستان میں بویا گیا۔ جب عہد جہانگیری میں کثرت ہوئی۔ انسداد کیلئے سخت احکامات نافذ کئے گئے حتیٰ کہ اکثروں کے ہونٹ تک کاٹ دئے۔ مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

عہد جہانگیر کے عجیب سانحات

(۱) ایک مرتبہ کسی عورت کے ہاں یکبار تین لڑکیاں اور دوسری دفعہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تولّد ہوئیں۔ اور وہ سب زندہ رہے۔

(۲) ایک سنارن اوّل مرتبہ حاملہ ہوکر بارہ مہینے میں بچہ جنی۔ دوسری مرتبہ اٹھارہ ماہ میں تیسری باری میں بعد دو برس کے وضع حمل ہوا۔

(۳) ایک مالی کی لڑکی تھی۔ جس کی داڑھی اور مونچھ دونوں تھیں۔

(۴) کسی قلندر نے ایک شیر دلیر لعلخاں نام رکھکر پالا تھا۔ جو حضور کے پیش کیا۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ کشتی کا حکم دیا۔ تماشائیوں میں جوگیوں کا گروہ اکٹھا ہوا۔ جس میں سے ایک جوگی برہنہ تھا۔ شیر نے اس کے ساتھ جس طرح مادہ سے جفت ہوتے ہیں ملاعبت کی اور بعد از انزال علیحدہ ہوگیا۔ حکم ہوا کہ اس شیر کو آزاد چھوڑیں۔ اور اس کے بچے نکالیں۔ آخرکار کئی مادہ شیر سے بچے ہوئے جو کسی کو آزار نہ دیتے تھے۔

(۵) حکیم علی نے اپنے مکان میں ایک حوض بنایا تھا۔ جس کے ایک گوشے میں پانی کے نیچے ایک مکان بنایا گیا تھا۔ اور اس میں کپڑے و کتب رکھے ہوتے تھے۔ بادشاہ نے خود وہاں کی سیر کی۔ اس مکان میں داخل ہونے کیلئے برہنہ لنگی باندھکر جانا پڑتا تھا۔ اور وہاں پہنچتے ہی خشک لباس رکھا ہوا ملتا تھا۔ اس میں کل بارہ آدمی کی جگہ تھی۔

(۶) جہانگیر متھرا میں ایک فقیر کی شہرت سُنکر پہنچا۔ فقیر اور اس کے مُرید بعد نماز شام دست بدعا ہوئے۔ ناگاہ ہوا سے سات سو اشرفی طلائی برسی۔ فقیر نے نصف بادشاہ کے نذر کی۔ اور تاکیداً خزانہ میں برکت کے لئے رکھنے کو کہا۔ اور نصف ملازمین کو عطا کرنے کی اجازت دی۔ بادشاہ جب لوٹا۔ راستے میں خیال آیا۔ کہ فقیر سے ہاتھ نہیں ملایا۔ اسیوقت اس فقیر کا غلام آکر کہہ گیا۔ کہ تمہارا دست بوس فقیر کو پہنچ گیا ہے۔

بادشاہ اور زیادہ متعجب ہوا۔ دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ یہ اس کے اعمال کا نتیجہ ہے ؎

بنگالہ کے بازیگروں کی شعبدہ بازی

(۱) بازیگروں نے چند درختوں کی تخم ریزی کی۔ اور کچھ پڑھ پڑھا کر۔ سیب۔ نارنگی وغیرہ کے درخت پیدا کئے۔ جن میں پھول اور پھل پیدا ہوئے۔ بعدازاں جانوروں نے درختوں پر بیٹھ کر چہچہانا شروع کیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد یہ درخت وغیرہ نابود ہو گئے ؎

(۲) سات آدمیوں نے ایک ہی سُر ملا کر گایا جس میں تمیز نہ ہو سکی۔ کہ ایک آدمی ہے یا سات آدمی ہیں ؎

(۳) سو تیر ہوا میں پھینکے گئے۔ جو معلق ٹھہرے رہتے تھے اور جس تیر کو چاہتے۔ بموجب حکم شمع کے اشارہ کرتے۔ اور اس تیر میں آگ لگ جاتی ؎

(۴) چاول اور گوشت معہ پانی کے چولہے پر چڑھا دیا گیا۔ اور بغیر آگ کے پک کر تیار ہو گیا ؎

(۵) ایک نفر کے جملہ اعضاء فرد فرد کاٹ کر زمین پر چھوڑ دیا۔ اور چادر ڈھانک دی گئی۔ ایک بازیگر چادر کے اندر گھس گیا۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد برآمد ہوا۔ پھر چادر اٹھا لی گئی۔ اور وہ شخص صحیح سالم باہر نکل آیا ؎

(۶) ایک شخص نے سوت کی انٹی ہوا میں اچھالی۔ اور یاروں سے کہا۔ کہ میرے دشمن ہوا پر کھڑے ہیں۔ پھر وہی سوت کا سرا پکڑ کر آسمان

کی طرف چڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگیا۔ چند
ساعت کے بعد اس ریسمان سے خون کے قطرے اور اعضائے بدن
سب علیحدہ زمین پر آپڑے۔ اس کی بیوی نے اعضاء فراہم کر کے
بعد اجازت ستی کی رسم ادا کی۔ کچھ عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ وہی شخص آسمان
سے اتر آیا۔ اور بادشاہ سے عرض کی۔ کہ دشمن پر فتح پائی۔ اور وہ اعضاء
میرے دشمن کے تھے۔ جب بی بی کا حال معلوم ہوا۔ خود کو جلا دینا چاہا۔
جب وہ آمادۂ موت ہوا۔ ناگاہ اس کی عورت ظاہر ہوگئی ؎

(۷) ایک شخص کے منہ سے تخمیناً چار گز کا لمبا سانپ دوسرے نے نکالا۔
اسی طرح بیس سانپ تک اس کے منہ سے نکالے۔ اور زمین پر چھوڑ
دئے۔ خلاصہ یہ کہ دو شبانہ روز یہ مجلس کا رنگ جما رہا۔ اور درگاہ شاہی
سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور خلعتِ فاخرہ عطا ہوئی۔ اور شاہزادہ خرم
شاہجہان اور دوسرے شاہزادوں اور امرائے معقول انعام دیا۔ کل دو لاکھ
روپیہ ان کو ملا ؎

کانگڑہ کی فتح

تیرہویں سال جلوس کو شیخ فرید مرتضےٰ خاں میر بخشی معہ راجہ سورج مل
ولد راجہ باسو کے تسخیر قلعہ کے لئے متعین ہوا۔ راستہ میں کچھ مخالفت ہوگئی۔
کچھ دنوں بعد مرتضیٰ کا انتقال ہوگیا۔ اور راجہ سورج مل کو شاہزادہ کے
ہمراہ دکن کی مہم پر جانے کی اجازت ملی۔ دکن فتح کرنے کے بعد شاہزادہ نے
معاودت کی۔ راجہ سورج مل اور بخشی محمد تقی کو حسب اجازت کانگڑہ کی فتح
کیلئے روانہ کیا۔ محمد تقی نے بھی راجہ سے مخالفت کی۔ اس کے عوض راجہ بکرما جیت

کو روانہ کیا گیا ؎

اس گڑبڑ سے راجہ سورج مل فائدہ اٹھا کر شاہزادہ کے لشکر سے لڑ پڑا۔اور اور اکثر پرگنات پٹیالہ وغیرہ کو غارت کیا۔ادھر سے راجہ بکرماجیت نے پہنچکر سورج مل کو شکست دی۔اور شاہزادے نے حسب الحکم سورج مل کے چھوٹے بھائی جگت سنگھ کو بنگالہ کی تعیناتی سے بلوا کر خطاب راجگی اور ہزاری ذات و پانسو سوار (۵۰۰) دیگر ملک موروثی کو روانہ فرمایا۔منصر اجو راجہ سورجمل کا مسکن تھا۔قبضہ میں لا کر نور پور نام ایک شہر نور جہاں کے نام سے تعمیر کرایا۔اور راجہ جگت سنگھ کو راجہ بکرماجیت کے ہمراہ کانگڑہ روانہ کیا۔کانگڑہ لاہور سے شمال کی جانب پہاڑوں میں ایک پُرانا قلعہ ہے جس کی تاریخ نامعلوم ہے۔راجہ بکرماجیت نے چار ماہ محاصرہ کرنے کے بعد فتح کیا۔اور راجہ تلوک چند والئے قلعہ راجہ جگت سنگھ کی توسط سے حضور شاہی میں داخل ہوا۔اور راجہ بکرماجیت عنایت خسروانہ کا مورد ہوا ؎

سیر کانگڑہ اور کشمیر

جب جہانگیر بادشاہ روانہ کانگڑہ ہوا۔راستے میں اعتماد الدولہ پدر نور جہاں نے انتقال کیا۔الغرض بادشاہ کانگڑہ پہنچا۔اور وہاں کی سیر کی۔اور ایک مسجد بنوائی۔بعد میں قلعے کے نیچے کے بھون میں ایک چتر کلاں کو دیکھا جس کو پانڈوں کے زمانے کا کہا جاتا تھا۔اور جو خود بخود بت کے گرد حرکت کرتا رہتا تھا۔بادشاہ نے طلائی چتر بنوایا۔پھر جوالا مکھی کی سیر کی ؎

کانگڑہ سے بادشاہ روانہ کشمیر ہوا۔ اور کشمیر پہنچکر خوب سیر کی۔ ایک روز شاہزادہ خرم کا لڑکا سلطان شجاع سات گز کی بلندی سے نیچے گر پڑا۔ مگر کچھ صدمہ نہ ہوا۔ بہت کچھ خیرات کی گئی۔ اور بادشاہ نے ہندوستان کا ارادہ کیا۔ ضیق النفس کے عارضہ کی وجہ سے ہر سال اوائل بہار میں کشمیر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

شاہزادہ شاہجہان کی بغاوت

جلوس کے دوسرے سال شاہزادہ آٹھ ہزاری ذات اور چار ہزار سوار کے منصب پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد آٹھویں سال شاہزادہ کی شادی مرزا ابوالحسن آصف خاں ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی سے ہوئی۔ اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی۔ شاہزادہ کو منصب دس ہزاری ذات اور چھ ہزار کا لشکر ملا۔ جب ولایت رانا شاہزادہ نے فتح کی۔ بیس ہزاری منصب اور دس ہزار کا لشکر دیا گیا۔ نورجہاں کی لڑکی جو شیر افگن سے حاصل ہوئی تھی۔ جہانگیر کے برادر زادہ شہریار سے بیاہی گئی۔ بیگم نے شہریار کی بہت خاطر و مدارت شروع کی۔ شاہجہان جب دکن سے فارغ ہوکر واپس ہوا۔ با عتماد سابق پرگنہ دہولپور کو اپنی جاگیر میں لکھ کر اپنا گماشتہ وہاں مقرر کیا۔ اور اس کی اطلاع دی۔ اتفاقاً نورجہاں بیگم اس کے قبل اسی پرگنہ دہولپور کو شہریار کی تنخواہ میں مقرر کر چکی تھی۔ اور سلطان شہریار نے بھی اپنا گماشتہ روانہ کر دیا۔ دونوں گماشتے لڑ پڑے۔ اور شہریار کے گماشتے کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور رفع فساد چاہا۔ مگر بدنگاہوں نے بیگم کو اکسایا۔ چنانچہ نورجہان نے

اپنے بھائی آصف خاں اور شاہزادہ کی تنبیہ کو واجبات سے جانا۔ مہابت خاں
صوبہ دار کابل کو آصف اور شاہزادہ کے ذلیل کرنے کے لئے بلوایا گیا۔
مگر اُس نے آصف خاں کو بنگالہ بھیجے جانے کی شرط پر شاہزادہ کی تذلیل
کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ آصف خاں کو کسی بہانہ سے بنگالہ بھیجدیا گیا۔
اور مہابت خاں حاضر بارگاہ ہوا۔ شاہجہان کی جاگیر دوابہ شہر یار کی
تنخواہ میں معیّن ہوئی۔ شاہجہان خبر پاکر متوجہ حضور پدر ہوا۔ مگر
بادشاہ نے بھنک پاکر لاہور سے اکبرآباد کا عزم کیا۔ اور غیروں کے
بھڑکانے سے اس کی عقل میں فتور پڑ گیا۔

شاہجہان اکبرآباد پہنچا تھا کہ بادشاہی فوج کی آمد سُن کر میوات
چلا گیا۔ وہاں سے خانخاناں کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج
معیّنہ کے لڑنے پر بھیجا۔ اور خود بھی آمادہ ہوا۔ مہابت خاں افواج قاہرہ
کے ساتھ مقابل ہوا۔ شاہزادہ کا لشکر غالب آیا۔ اتفاقاً بکرماجیت زمین
پر پڑی ہوئی بندوق کے یکایک فائر چل جانے سے مر گیا۔ لشکر گھبرا گیا۔
شاہزادہ کا فاتح لشکر مفتوح ہوا۔

بادشاہ اس فتح کے بعد اجمیر روانہ ہوا۔ اور سلطان پرویز مہابت خاں
اور راجہ نرسنگھ اور راجہ گج سنگھ راٹھور اور جے سنگھ وغیرہ
کو شاہزادہ کی تعاقب میں روانہ کیا۔ شاہزادہ جو ماندون میں مقیم تھا
محصور ہوا۔ اور رستم خاں کو مہابت خاں سے لڑائی کے لئے روانہ کیا۔
مگر اس نے بغاوت کی اور مہابت خاں سے مل گیا۔ اس نااتفاقی سے
شاہزادہ کی جمعیت میں فرق پڑ گیا۔ آخر ماندون سے نربدا پار ہو کر
آسیر میں پہنچا۔ اور خانخاناں کی مخالفت سنکر مع اس کے فرزند داراب خاں

کے قید کر لیا۔ خانخاناں صلح و آشتی کرانے کے حیلہ سے نکل کر بھاگا۔ اور مہابت خاں سے جا ملا۔ شاہزادہ برہان پور پہنچا۔ اور پھر وہاں سے گولکنڈہ ہوتے ہوئے بنگالہ کا رُخ کیا۔ جب شاہزادہ کے بنگالہ جانے کی خبر بادشاہ کو ملی۔ سلطان پرویز اور مہابت خاں کو روانہ کیا شاہزادہ قلعہ بردوان اور قلعہ اکبر نگر کو فتح کر کے ڈھاکہ چلا گیا ابراہیم خاں صوبہ دار مارا گیا۔ احمد بیگ خاں مطیع ہوا۔ اور خانخاناں کے لڑکے داراب خاں کو سوگند دلا کر صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا۔ یہاں سے عبداللہ خاں کو الہ آباد روانہ کیا۔ جو فتح ہوا۔ اور دریا خاں کو ساتھ لے کر پٹنہ پہنچا۔ یہاں مہابت خاں اور سلطان پرویز سے لڑائی ہوئی۔ شاہزادہ نے زخم کھایا۔ اور عبداللہ خاں شاہزادہ کو بچا کر پٹنہ لے آیا۔ اسی سال انیسویں برس جلوس کے سلطان مراد بخش تولد ہوا۔ شاہزادہ نے داراب خاں کو بنگالہ سے بلوایا۔ مگر اس نے حیلے بہانے کئے۔ مناسب وقت نہ جانکر دکن کو روانہ ہوا۔ شاہزادہ نے مہابت خاں اور پرویز کو تعاقب میں روانہ کیا۔ شاہزادہ مالوہ پہنچا۔ پھر اجمیر واپس ہوا۔ اور جیسلمیر سے ٹھٹھہ ہوتا ہوا ایران کا قصد کیا۔ اور سلطان داراشکوہ سلطان شجاع اور سلطان اورنگ زیب اپنے تینوں بیٹوں کو درگاہ جہانگیری میں روانہ کیا۔ اور ٹھٹھہ کا محاصرہ کیا۔ اس اثنا میں شہریار نے دکن میں انتقال کیا۔ اور مہابت خاں واپس ہوا۔ شاہزادہ یہ خبر پا کر دکن کو روانہ ہوا۔ جہاں فقط خانجہاں لودھی متعین تھا۔ شاہزادہ ناسک احمد آباد میں چند سے قیام کر کے خانجہاں کے اخراج کی طرف متوجہ ہوا +

———

مہابت خاں کا آنا اور آصف خاں کا قید ہونا

فدائی خاں کو حکم ہوا۔ کہ مالوہ پہنچے۔ اور مہابت خاں کو بنگالہ جانے کی ہدایت کرے۔ اور جو کچھ روپیہ ذمہ مہابت خاں ہے۔ اس کا اور نیز بنگالہ کے ہاتھیوں کا مطالبہ کیا جائے۔ یہ خبر سُن کر مہابت خاں عازم حضور ہوا۔ جب قریب لشکر شاہی پہنچا۔ اس کے داماد کی بے عزتی کی خبر سُنی گئی اس کے سالے کو روپیہ کی بازیافت میں قید کر لیا گیا۔ مہابت خاں نے حفظ ماتقدم کے لئے پانچہزار سوار ساتھ لئے تھے۔ لوگوں نے کچھ کا کچھ اُڑایا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ مطالبات جب تک پورے نہ کرے دربار میں آنے سے روک دیا جائے۔ بادشاہ چونکہ دریا کے کنارے سیر و شکار میں مصروف تھا۔ اس لئے آصف خاں معہ امراء کے متفق ہو کر دریا سے اس پار اُتر آیا۔ اور خیمہ شاہی کے گرد شاگرد پیشہ رہ گئے۔ مہابت خاں معہ چار ہزار سوار کے دوڑ پڑا۔ اور دو ہزار سوار پُل پر چھوڑ کر آگ لگا دی۔ اور حکم دیا۔ کہ کوئی ملازم شاہی ادھر کو پار نہ اُترنے۔ جب دولت خانہ پر پہنچا۔ اندر داخل ہوا۔ اور پالکی پر نزبان ہو کر عرض کی۔ آصف خاں سے مجھے بچاؤ۔ اگر گنہگار ہوں تو دست مبارک سے مکافات ملے۔ بادشاہ بے ادبیوں سے بہت غصے ہوا۔ مگر درگزر کیا۔ اور مہابت خاں اندر باہر اپنے ہمراہیوں کو متسلط پاکر بادشاہ کو اپنے خیمہ میں لے گیا۔ اور اپنے لڑکوں کو تصدق کر کے دست بستہ حکم کے لئے حاضر ہوا۔

مہابت خاں نے نورجہاں کو بھی قید کرنا چاہا۔ مگر وہ پار اُتر گئی تھی۔

دوسرے دن آصف خاں اور خواجہ ابوالحسن اور بیگم نے لڑائی کی ٹھانی۔ مگر دریا سے پار اترنے میں جو مشکلات پیش آئیں۔ اس سے پریشان ہوکر آصف خاں معہ ابوطالب کے اپنی جاگیر قلعہ اٹک بنارس کو بھاگ گیا۔ اور بیگم بھی تین روز کے بعد بادشاہ کی ملاقات کو آئی۔ بادشاہ نے مہابت خاں کے ہمراہ کابل کو کوچ کیا۔ مہابت خاں نے قلعہ اٹک بنارس پہنچتے ہی آصف خاں۔ ابوطالب اور میر خلیل اللہ کو مقید کیا۔

جب بادشاہ کابل پہنچا تو راجپوت لوگ جو مہابت خاں کے طرفدار تھے۔ ایک وزجماعتہ اصدیان سے ان کی لڑائی ہوگئی۔ آٹھ سو راجپوت مارا گیا۔ مہابت خاں نے بادشاہ سے خواجہ قاسم اور بدیع الزمان کی وجہ سے یہ فساد ظاہر کیا۔ بادشاہ نے ان کو قید کر کے حوالہ مہابت خاں کیا۔

الغرض مہابت خاں بہت منہ چڑھ گیا۔ اور بادشاہ جملہ اندرونی و بیرونی باتوں کو مہابت خاں سے بیان فرماتا۔ جب بادشاہ ہندوستان پہنچا تو رہتاس میں نزول واقع ہوا۔ اس وقت خواجہ ابوالحسن کی زبانی مہابت خاں کو آگے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا۔ جس کی تعمیل کی گئی۔ جب مہابت خاں روانہ ہوگیا۔ افضل خاں کی زبانی چار حکم صادر فرمائے۔ پہلے یہ کہ آصف خاں کو آزاد کردیا جائے۔ دوسرے شاہزادہ شاہجہاں کا تعاقب کیا جائے۔ تیسرے طہمورث اور ہوشنگ ولد شاہزادہ دانیال کو روانہ بارگاہ کرے۔ چوتھے یہ کہ لشکری ولد مخلص خاں کو بھیجا جائے۔ مہابت خاں نے پیغام پاتے ہی سلطان دانیال کے لڑکوں کو فوراً حوالے کردیا۔ اور لاہور سے گزرنے کے بعد آصف خاں کی رہائی کی التجا کی۔ مگر پھر حکم صادر ہوا۔ کہ آصف خاں

کو جلد رہا کیا جائے ۔ ورنہ خیر نہیں ۔ انہیں رہائی دے دی گئی اور شاہزادے
کے تعاقب میں ٹھٹھہ روانہ ہوا ۔ چونکہ شاہزادہ دکن کو روانہ ہو چکا تھا ۔
اس لیے مہابت خاں بغیر اجازت ہندوستان کو پلٹ آیا ۔ اور بغاوت
قائم کی ۔ بادشاہ نے عبدالرحیم خانخاناں کو اس کی گوشمالی کے لیے مقرر فرمایا
مہابت خاں جو ٹھٹھہ سے اجمیر آیا تھا ۔ بیتاب ہو کر ملک رانا کے پہاڑوں
میں جا بیٹھا ۔ اکیسویں سال جلوس خانخاناں بہتر برس کی عمر پا کر اسی
اطراف میں انتقال کر گیا ۔ اور مہابت خاں شاہزادہ شاہجہان کا ملازم
ہو گیا ۔ خان جہاں کو خطاب وغیرہ دے کر دکن کی صوبہ داری عطا کی
گئی ۔ اس شخص کی شاہجہان سے مدت تک لڑائی رہی ۔

جہانگیر بادشاہ کی رحلت

بائیسویں سال جلوس حسب عادت بادشاہ کشمیر گیا وہاں عارضہ ضیق النفس
کی زیادتی کی وجہ سے ہندوستان واپس ہوا ۔ راستہ میں بیرم کلہ سے کوچ کر کے ٹھٹھہ
ہوتے ہوئے راجوری میں آیا ۔ وہاں سے حسب دستور سہ پہر کو روانہ ہوا ۔ راستے
میں شراب پی جس کی وجہ سے آخر رات کو حالت دگرگوں ہوئی اور صبح کے وقت
۸ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ کو ۶۲ برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوا ۔
نور جہاں بیگم کا عجیب حال ہوا ۔ ایسی نوحہ گری کی کہ نور جہاں کا چراغ بے نور ہو گیا ۔
شعر ۔ پس از مرگ جواناں گل مماناد ۔ پس از گل در چمن بلبل مخواناد
اپنے بھائی آصف خاں کو ہر چند بلوایا ۔ مگر وہ نہ آیا ۔ آخر کو مقصود وشمان کے ہمراہ جہانگیر
کا جنازہ لاہور آیا ۔ اور دریائے راوی کے کنارے شاہدرہ کے پاس قاسم خاں کے باغ
میں نور جہاں بیگم بھی دفن ہوا اور عمارات عالیشان بنائی گئیں ۔ شعر ۔
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا ۔ اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے

حالات علامہ سید غلام حسین طباطبائی

مصنّف سیر المتاخرین

سید غلام حسین طباطبائی کا سلسلہ نسب امام حسن سے ملتا ہے۔ آپکے ایک بزرگ مدینہ طیبہ سے مشہد اقدس میں آئے۔ کئی پشتیں وہاں گذریں۔ پھر وہاں سے انکے ایک بزرگ ہندوستان میں وارد ہوکر دہلی میں مقیم ہوئے۔ آپکے مادری اجداد سادات موسوی سید احمد بن موسیٰ بن جعفر کی اولاد سے ہیں جن کا مزار شیراز میں واقع ہے۔

آپ ۱۱۴۰ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے مگر والد کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پانچ برس کی عمر میں آپ کو اپنی نانی جب تنگدستی کے باعث دہلی سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئیں اپنے ساتھ ہی فریدآباد و بنگال میں مہابت خاں کے ہاں لے آئیں جو آپکی نانی کے برادر زادہ تھے۔ اور جو بعد میں ناظم عظیم آباد ہو گئے تھے۔ جہاں آپکی تعلیم و تربیت بہترین طریق پر ہوئی۔

۱۱۸۵ھ میں آپ زمانہ کے حوادثات کے باعث وہاں سے اپنے اہل و عیال سمیت لکھنؤ تشریف لے آئے۔ پھر اخیر دم تک معلوم ہوتا ہے کہ یہیں رہے۔

سوائے سیر المتاخرین کے آپ کی کسی اور تصنیف یا تالیف کا پتہ نہیں ملا۔ اس میں مولانا نے ۱۱۹۵ھ تک کے حالات لکھے ہیں مگر نواب آصف الدولہ والئی اودھ اور شاہ عالم ثانی والئی دہلی اور حافظ رحمت خان اور نواب علی محمد خاں روہیلہ اور نظام اور مرہٹوں اور سلطان حیدر علی نائک والئی میسور اور انگریزوں اور فرانسیسوں کے حالات پر تفصیل سے لکھا ہے اور عہد آخر کی ایک مستند فارسی تاریخ تصور کی جاتی ہے۔ اور اس کا انگریزی اور اردو دو زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

اس میں مولانا نے آئین اکبری اور تاریخ فرشتہ وغیرہ تاریخوں کی طرح مغل بادشاہوں

کے حالات وضاحت سے لکھے ہیں۔ مگر ان میں تحقیقات سے بہت کم کام لیا ہے۔ اکبر کے زمانہ میں
جسقدر صوبے تھے۔ انکے حالات بھی اُنھوں نے جستہ جستہ لکھے ہیں۔ کشمیر کے حالات کی آخری سطور
میں جو انکے اپنے وقت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جب کشمیر میں مرزا حیدر نے ہمایوں بادشاہ
کے نام پر سکہ اور مہر کو زینت بخشی اس وقت سے یہ ملک اولاد بابر کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ تا آنکہ
احمد شاہ ابدالی نے قبضہ کیا اور اب اسکے قبضہ سے نکل کر کشمیریوں کے زیر حکومت ہے۔ کشمیری بطور
خود حاکم ہیں اور ان کا احوال مفصل معلوم نہیں وغیرہ۔

حقیقت یہ ہے کہ مرزا حیدر نے ہمایوں کو ضرور کشمیر کی طرف توجہ دلائی لیکن وہ ان ایام میں شیر شاہ
سوری کے خوف سے خود بھاگتا پھرتا تھا اسلئے وہ اس طرف توجہ ہی نہ کر سکا۔ میرزا حیدر جب کشمیر آیا
تو سلطان نازک شاہ چک کا زمانہ تھا اور گو بادشاہ بے دست و پا تھا۔ تاہم سکہ وخطبہ اسی کے
نام کا جاری تھا۔ اور میرزا حیدر اسی کے نام پر اپنے حکم احکام چلاتا تھا۔ کشمیر کو در حقیقت ہمایوں
کی وفات کے بعد اکبر نے اپنے دوسرے حملہ میں فتح کیا۔ مولانا نے آخری سطور میں لکھا ہے کہ ابدالیوں
کے بعد کشمیر پر کشمیریوں کی حکومت پھر قائم ہو گئی۔ یہ بھی غلط ہے۔ مغلوں کے زوال کے بعد ابدالیوں
نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ ابدالیوں یعنی افغانوں کے قریباً ۶۶-۶۷ سال بعد کشمیر سکھوں کے قبضہ
میں آیا جو ۲۷ سال تک وہاں حکومت کرتے رہے۔ سکھوں کے بعد ۱۸۴۶ء سے اب تک یہاں ہندو
ڈوگرہ خاندان زیر سایہ برطانیہ قابض ہے۔ اکبر کے بعد جس کو اب قریباً پونے چار سو سال
ہونے کو ہیں کشمیریوں کو کشمیر کی حکومت کا ملنا تو کجا ان کو فوجی ملازمت سے بھی جواب مل چکا ہے۔
سنہ ۱۱۴۰ھ کی پیدائش کے مطابق سنہ ۱۱۹۵ھ تک (جہاں تک کہ تاریخ کو ختم کیا ہے) آپ
کی عمر پچپن سال کی ہوتی ہے مگر آگے آپ کا سنِ وفات کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔

نوشتہ الٰہ بخش گنائی مالک کتب خانہ
شیخ جان محمد الٰہ بخش کشمیری بازار
لاہور

مورخہ
۳۰ جنوری
سنہ ۱۹۳۷ء